اہل حق کی نصرت وتائید اور اہل باطل کی تردید میں اٹھایا جانے والا قلم سب سے بہترین قلم ہے۔

(امام ابن قیم رحمہ اللہ۔ التبیان فی أیمان القرآن: ص:۳۱۰)

شمارہ نمبر ۵

ماھنامہ

منہج سلف

عظمت صحابہ نمبر

جلد:۱-شمارہ نمبر:۵-: ربیع الاول:۱۴۴۵، ستمبر-اکتوبر:۲۰۲۳ء

www.KitaboSunnat.com

اس شمارے میں:

عدالت صحابہ کا صحیح معنی ومفہوم اور اس کے متعلق بعض غلط فہمیوں ازالہ

معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع

صحابہ کرام پر طعن وتشنیع کا شرعی وتاریخی جائزہ

صحابہ کرام کے متعلق سلف صالحین کا عقیدہ

اہل بیت: فضائل ومناقب

صحابہ کرام کا مقام ومرتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

اہل حق کی نصرت و تائید اور اہل باطل کی تردید میں اٹھایا جانے والا قلم سب سے بہترین قلم ہے۔

ماہنامہ منہج سلف

عظمت صحابہ نمبر

جلد:۱-شمارہ نمبر:۵-: ربیع الاول:۱۴۴۵، ستمبر-اکتوبر:۲۰۲۳ء

مجلس ادارت

زیر اشراف: فاروق عبداللہ نراین پوری
ابو احمد کلیم الدین یوسف

مدیر: حافظ علیم الدین یوسف

نائبان: عبداللہ عبدالرشید مدنی
حافظ فیضان عالم

معاونین: محمد آصف سلفی
حافظ آفتاب عالم
کامران اشرف سلفی

ہمارا مقصد

منہج سلف کے نام سے نشر ہونے والا یہ ایک برقی مجلہ ہے جس کا مقصد خالص سلفی دعوت کی نشر و اشاعت اور منحرفانہ وملحدانہ افکار کی بیخ کنی ہے۔

مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

"جماعت اہل حدیث نے مسلک کی تبلیغ میں ہمیشہ تساہل برتا، ہم اور ہمارے مبلغ اپنے مواعظ و تقاریر میں صلح کل پالیسی اختیار فرماتے رہے، تلخی، تیزی، بدزبانی یقیناً بری چیز ہے لیکن اچھے لفظوں میں حقیقت کی وضاحت میں تساہل کرنا عیب ہے۔ قادیانی، ومنکرین حدیث اپنے خیالات کے اظہار میں جھجھک محسوس نہیں کرتے لیکن ہم لوگ ہمیشہ صلح پسندی میں حقیقت پسندی سے گریز کر جاتے ہیں، اب تو کچھ ایسے حضرات پیدا ہوگئے ہیں جو کہ اہل حدیث کے ذکر سے شرماتے ہیں"۔ (مقدمہ حسن البیان: ص:۱۹)

رابطہ نمبر:+966552922725 https://salafimanhaj.info/

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مشمولات

عدالت صحابہ کا صحیح معنی ومفہوم اور اس کے متعلق بعض غلط فہمیوں ازالہ ... فاروق عبداللہ نراین پوری ... ۳

معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع ... ابو احمد کلیم الدین یوسف ... ۱۴

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کا شرعی و تاریخی جائزہ ... حافظ علیم الدین یوسف ... ۳۸

صحابہ کرام کے متعلق سلف صالحین کا عقیدہ ... عبداللہ عبدالرشید سلفی ... ۴۶

اہل بیت: فضائل و مناقب ... فیضان عالم ... ۵۵

صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ ... محمد آصف سلفی ... ۶۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عدالت صحابہ کا صحیح معنی ومفہوم اور اس کے متعلق بعض غلط فہمیوں ازالہ

فاروق عبد اللّٰہ نراین پوری
جامعہ اسلامیہ نور باغ ممبرا، ممبئی

قارئین کرام: کسی بھی حدیث کی قبولیت کے لیے محدثین کرام نے درج ذیل چھ شرطیں رکھی گئی ہیں:

۱-رواۃ کا عادل ہونا۔

۲-ان کا ضابط ہونا(یعنی غلطیوں اور غفلت کی کثرت سے پاک ہونا)۔

۳-سند کا متصل ہونا۔

۴-ضعف خفیف (مثلاً سند میں خفیف یا خفی انقطاع ہو، یا کوئی راوی مستور ہو) کی صورت میں اس کا متعدد طرق سے وارد ہونا۔

۵،۶-شذوذ اور علتِ قادحہ سے خالی ہونا[۱]۔

جب کسی حدیث کے اندر مذکورہ صفات موجود ہوں تو وہ محدثین کے نزدیک قبولیت کے درجہ پر فائز ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس میں مذکورہ کوئی شرط مفقود ہو تو وہ درجہ قبولیت سے نیچے گر جاتی ہے۔ اور اسے ضعیف یا مردود کہا جاتا ہے۔

پتہ چلا کہ کسی بھی حدیث کی قبولیت کے لیے محدثین کے نزدیک پہلی شرط یہ ہے کہ اسے روایت کرنے والے تمام طبقوں کے رواۃ عادل ہوں۔ اس لیے کسی بھی حدیث کی تخریج کرتے وقت جمع طرق کے بعد محدثین سب سے پہلے یہی تحقیق کرتے ہیں کہ اس کے تمام طبقوں کے رواۃ (سوائے صحابہ کرام کے طبقے کے) عادل ہیں یا نہیں۔ صحابہ کرام کے طبقے میں وہ یہ زحمت نہیں اٹھاتے کہ ان کی عدالت کے بارے بحث و تحقیق کریں، چنانچہ کہتے ہیں: ”الصحابة كلهم عُدُولٌ“ (تمام کے تمام صحابہ عادل ہیں)، کیونکہ اللہ رب العالمین اور اس کے رسول صلی اللہ

(۱) ملاحظہ فرمائیں: شرح التبصرۃ والتذکرۃ للعراقی (۱/۱۷۷)، والنکت علی کتاب ابن الصلاح لابن حجر (۱/۴۹۳)۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم نے مطلقا تمام صحابہ کرام کی عدالت کی گواہی دی ہے۔ اب اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے کسی کی عدالت کی گواہی مل جانے کے بعد کسی امتی کی طرف سے ان کی عدالت کے ثبوت کی چنداں ضرورت نہیں رہ جاتی۔ اسی لیے پوری امت میں سے کسی نے بھی صحابہ کرام کی عدالت کے بارے کوئی انگلی نہیں اٹھائی ہے سوائے روافض اور قدریہ جیسے چند خبیث باطل فرقوں اور ان کے بعض ناعاقبت اندیش ہمنواؤوں کے۔ انھوں نے اپنے باطل نظریے کی تائید میں کتاب وسنت کی چند دلیلوں کا سہارا بھی لیا ہے، اور سلف صالحین کے فہم کو پس وپشت ڈالتے ہوئے ان کا خود ساختہ مفہوم بھی طئے کیا ہے۔ ان شاء اللہ ان کے شبہات کی حقیقت آگے بیان کی جائے گی۔ لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ محدثین کے نزدیک "عدالت صحابہ" کا صحیح مفہوم کیا ہے اسے جان لیں۔

محدثین کے نزدیک عدالت ایک ایسی صفت ہے جو انسان کو تقوی ومروءت کی مداومت پر ابھارے۔ اس لیے کسی راوی کی عدالت کی تحقیق کے وقت یہ پانچ چیزیں دیکھی جاتی ہیں: اسلام، بلوغت، عقل، اور فسق وخوارم مروءت امور سے اجتناب (۱)۔

"فسق وخوارم مروءت امور سے اجتناب" کا یہ معنی نہیں کہ انسان بالکل معصوم ہو، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے اندر امانت ودینداری کا پہلو بہت زیادہ غالب ہو، کیونکہ پوری امت میں کوئی شخص ایسا نہیں جو معصوم ہو، صرف فرشتوں کو اللہ تعالی نے معصوم بنایا ہے، ان کے متعلق اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ" (۲)۔

(اللہ تعالی نے انھیں یعنی فرشتوں کو جو حکم دیا ہے وہ اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے، اور جس کام کا انھیں حکم دیا جاتا ہے اسے وہ بجالاتے ہیں)

اس لیے جب محدثین کرام "عدالت" کے شرائط بیان کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں وہ "فسق وخوارم مروءت امور سے پاک ہوں" تو اس کا قطعًا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ان سے کسی گناہ کا ارتکاب ہی نہ ہوا ہو۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لَوْ عَمِلَ الْعُلَمَاءُ وَالْحُكَّامُ عَلَى أَنْ لَا يَقْبَلُوا خَبَرًا وَلَا شَهَادَةً إِلَّا مِنْ مُسْلِمٍ بَرِيءٍ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ قَلَّ أَوْ كَثُرَ لَمْ يُمْكِنْ قَبُولُ شَهَادَةِ أَحَدٍ وَلَا خَبَرِهِ" (۳)۔

---

(۱) دیکھیں: المنہل الروی لابن جماعہ (ص ۶۳)۔

(۲) سورۃ التحریم (۶)۔

(۳) الکفایہ للخطیب البغدادی (ص ۸۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(علما اور حکمراں اگر یہ اصول بنالیں کہ وہ صرف ایسے مسلمان شخص کی خبر اور گواہی قبول کریں گے جو ہر طرح کے گناہوں سے پاک ہو، چاہے وہ گناہ معمولی ہو یا بہت زیادہ، تو کسی بھی شخص کی گواہی یا خبر کا قبول کرنا ممکن نہ ہوگا۔)

صحابہ کرام کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ ان سے معصیت کا ارتکاب ممکن ہے، وہ گناہوں سے پاک نہیں، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ صحابہ کرام کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "لا يعتقدون أن كل واحد من الصحابة معصوم عن كبائر الإثم وصغائره، بل يجوز عليهم الذنوب في الجملة"(۱)۔ (اہل سنت والجماعت یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ صحابہ کرام کبیرہ یا صغیرہ گناہوں سے پاک ہیں، بلکہ مجموعی طور پر ان سے گناہوں کا صدور جائز ہے۔)

البتہ گناہوں سے معافی کے جو متعدد ذرائع واسباب شریعت نے مقرر کیے ہیں وہ اسباب بہ درجۂ اتم صحابہ کرام میں موجود ہونے کی وجہ سے وہ مغفور ہیں، جہاں کہیں بھی ان کی کسی معصیت کا ذکر ملتا ہے وہیں پر اللہ تعالی کی طرف سے ان کی مغفرت اور عفو ودرگزر کا بھی تذکرہ ملتا ہے(۲)۔ اللہ تعالی نے ان سے اپنی رضامندی کا عمومی

---

(۱) العقیدۃ الواسطیہ (ص ۱۲۰)۔

(۲) مثلا: غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق اللہ تعالی نے ان کی توبہ قبول کرنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا: "وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ". [سورة التوبة: ۱۱۸]۔

(اور تین شخصوں کے حال پر بھی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا رحم والا ہے۔)

غزوۂ احد میں دوبارہ حملہ ہوا تو بہت سارے صحابہ کرام کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ فرار اختیار کرلیے، اللہ تعالی نے اس پر ان کی سرزنش کی لیکن ان کی معافی کا بھی اعلان کردیا: "إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ"۔ [آل عمران: ۱۵۵]۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعلان کر دیا ہے(۱)، اب اس اعلان کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں کہ ان سے صادر بعض معصیتوں کی بنا پر وہ ان کا محاسبہ کرے، اور ان کی عدالت کے بارے کلام کرے۔ یہ در حقیقت اللہ تعالی کے فیصلے پر کلام کرنا ہے۔

دوسری بات: جس طرح دوسرے عادل وثقہ رواتِ حدیث کو مجرد کسی معصیت کے ارتکاب کی وجہ سے ساقط العدالہ نہیں قرار دیا جاتا اسی طرح صحابہ کرام کا بھی معاملہ ہے، بلکہ یہ بے شمار اسباب کی بنا پر دوسروں سے کہیں زیادہ مستحق ہیں کہ ان سے حسن ظن رکھا جائے اور انھیں مطلقا عدالت کے مرتبے پر فائز ہونے کا عظیم مقام ومرتبہ عطا کیا جائے۔

اس لئے جو حضرات کسی گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے صحابہ کرام کی عدالت پر کلام کرتے ہیں وہ در اصل محدثین کے منہج سے واقف ہی نہیں۔ "عدالت" کا قطعًا یہ مفہوم نہیں جو انھوں نے اپنے ذہنوں میں بیٹھایا ہوا ہے۔ اگر ان کے خود ساختہ اصولوں پر "عدالت" کا مفہوم طئے ہونے لگے تو امت میں کوئی عادل نہیں بچے گا۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لو كان العدل من لا ذنب له لم نجد عدلًا، ولو كان كل مذنب عدلًا لم نجد مجروحًا، ولكن العدل من اجتنب الكبائر؛ وكانت محاسنه أكثر من مساويه"(۲).

غزوۂ حنین میں بھی جب اسی طرح میدان جنگ سے فرار کا حادثہ ہوا تو اس پر بھی اللہ تعالی نے ان کی سرزنش کی، لیکن ان کی مغفرت کا بھی اعلان کر دیا: "وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِينَ (٢٥) ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْزَلَ جُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَذَلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ (٢٦) ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ". [سورة التوبة: ٢٥-٢٧]

(اور حنین کی لڑائی والے دن بھی (تمہیں فتح دی) جب کہ تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا بلکہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تم پر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر مڑ گئے۔ پھر اللہ نے اپنی طرف کی تسکین اپنے نبی پر اور مومنوں پر اتاری اور اپنے لشکر بھیجے جنہیں تم دیکھ نہیں رہے تھے اور کافروں کو پوری سزا دی۔ ان کفار کا یہی بدلہ تھا۔)

(۱) مثلا: اس کا ارشاد ہے: وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔ [سورة التَّوْبَة: ١٠٠]

(اور مہاجرین اور انصار میں جو سبقت رکھنے والے ہیں اور جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی ہے اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے)۔

(۲) الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم صلى اللہ علیہ وسلم لابن الوزير اليماني (۱/۵۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(اگر عادل وہ ہو جو گناہوں سے پاک ہو تو ہمیں کوئی شخص عادل ہی نہیں ملے گا، اور اگر ہر گنہگار عادل ہو تو ہمیں کوئی مجروح بھی نہیں ملے گا، حقیقت میں عادل وہ ہے جو کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے، اور اس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہوں۔)

اور امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ليس من شريف ولا عالم ولا ذي سلطان إلا وفيه عيب لا بد، ولكن من الناس من لا تذكر عيوبه؛ من كان فضله أكثر من نقصه"(۱).

(کوئی بھی ایسا شریف، عالم یا صاحب سلطنت نہیں جن کے اندر کوئی عیب نہ ہو، عیب کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن جن کے فضائل کوتاہیوں سے زیادہ ہوتے ہیں ان کے عیوب کا تذکرہ نہیں کیا جاتا۔)

اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "لَا يَكَادُ يَسْلَمُ الْمُكَلَّفُ مِنَ الْبَشَرِ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ"(۲)۔

(کوئی مکلف شخص ہر طرح کے گناہوں سے شاید ہی بچ سکتا ہو۔)

چنانچہ آپ رحمہ اللہ "محدثین کے نزدیک عدالت کا مفہوم" سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: "إِنَّ الْعَدْلَ هُوَ مَنْ عُرِفَ بِأَدَاءِ فَرَائِضِهِ وَلُزُومِ مَا أُمِرَ بِهِ, وَتَوَقِّي مَا نُهِيَ عَنْهُ, وَتَجَنُّبِ الْفَوَاحِشِ الْمُسْقِطَةِ, وَتَحَرِّي الْحَقِّ وَالْوَاجِبِ فِي أَفْعَالِهِ وَمُعَامَلَتِهِ, وَالتَّوَقِّي فِي لَفْظِهِ مَا يَثْلِمُ الدِّينَ وَالْمُرُوءَةَ, فَمَنْ كَانَتْ هَذِهِ حَالَهُ فَهُوَ الْمَوْصُوفُ بِأَنَّهُ عَدْلٌ"(۳)۔

(عادل وہ ہے جو فرائض کی ادائیگی، اوامر کے التزام، منہی عنہ امور سے دوری، فواحش سے اجتناب، اپنے افعال و معاملات میں واجبات و حقوق کی تلاش و جستجو کے بارے معروف ہو، نیز کوئی بھی ایسا لفظ اپنی زبان سے ادا نہ کرتا ہو جو دین و مروءت کو داغدار کر دے، جس کی یہ حالت ہو اسے عادل کہا جائے گا۔)

یہ ہے محدثین کے نزدیک عدالت کا صحیح معنی و مفہوم۔

جہاں تک صحابی کی بات ہے تو علمانے اس کی تعریف میں کہا ہے: "جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ملے ہوں اور ایمان پر ہی ان کی وفات ہوئی ہو، چاہے درمیان میں مرتد بھی ہو جائیں اور وفات سے پہلے پھر اسلام قبول کر لیں تو وہ صحابی ہیں"(۴)۔

---

(۱) دیکھیں: الکفایہ للخطیب البغدادی (ص ۷۹)۔

(۲) دیکھیں: الکفایہ للخطیب البغدادی (ص ۸۰)۔

(۳) الکفایہ للخطیب البغدادی (ص ۸۰)۔

(۴) نزہۃ النظر للحافظ ابن حجر (ص ۱۴۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس تعریف سے ہر وہ شخص صحابی کے زمرے سے خارج ہے جو ایمان کی حالت میں نہیں بلکہ کفر یا نفاق کی حالت میں اللہ کے رسول سے ملا تھا، یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کی حالت میں ہی ملا تھا، لیکن اپنی وفات سے قبل مرتد ہو گیا تھا، اور حالت کفر میں ہی -نعوذ باللہ- اس کی وفات ہوئی۔

اس لئے منافقین یا مرتدین کو سامنے رکھ کر عدالت صحابہ پر کلام کرنا بھی منہج محدثین سے عدم واقفیت کی دلیل ہے۔

افسوس کہ بہت سارے حضرات جو عدالت صحابہ پر کلام کرتے ہیں وہ ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جو اسی قبیل سے ہوتی ہیں، یعنی ایسے منافقین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، جن کے نفاق پر دلائل موجود ہیں، یا جو مرتد ہو گئے تھے، ان کے جرائم پیش کر کے صحابہ کرام کی عدالت پر کلام کرنے کا جواز فراہم کیا جاتا ہے۔

ظاہر سی بات ہے کہ یہ جب صحابی کی تعریف میں فٹ ہی نہیں بیٹھتے تو ان کے جرائم کو دلیل بنا کر صحابہ کرام کی عدالت پر کلام کرنا کہاں کا انصاف ہے۔

جو بھی شخص محدثین کرام کے منہج سے واقف ہو گا وہ کبھی بھی صحابہ کرام کی عدالت کے متعلق چہ می گوئی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ دراصل صحابہ کرام کی عدالت کے بارے کلام کرنا اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے پر انگلی اٹھانا ہے، کیونکہ خود اللہ اور اس کے رسول نے صحابہ کرام کی عدالت کی گواہی دی ہے۔ ذیل میں چند آیتیں اور احادیث پیش کئے جا رہے ہیں جن میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے صحابہ کرام کی عدالت کی گواہی دی گئی ہے:

۱-اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"وكذلك جعلناكم أمة وسطاً لتكونوا شهداء على الناس و يكون الرسول عليكم شهيداً"(۱).

(ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے، تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہو جائیں۔)

وجہ استدلال: اس آیت کے اول مخاطبین صحابہ کرام ہیں، جن کی عدالت کی اللہ نے اس آیت میں خوشخبری سنائی ہے۔

---

(۱)سورۃ البقرۃ(۱۴۳).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"وهذا اللفظ وإن كان عاما فالمراد به الخاص, وقيل: وهو وارد في الصحابة دون غيرهم"(۱)۔

(یہ لفظ اگرچہ عام ہے لیکن اس سے مراد خاص ہے، اور کہا گیا کہ یہ لفظ صرف صحابہ کے بارے وارد ہوا ہے، دوسروں کے بارے نہیں۔)

۲-اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله"(۲).

(تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے، تم نیک باتوں کا حکم دیتے ہو، برائی سے روکتے ہو، اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔)

وجہ استدلال: اس آیت کے اول مخاطبین صحابہ کرام ہیں، جن کے بارے اللہ تعالی نے "خیر امت" ہونے کی گواہی دی ہے، جس وقت یہ آیت نازل ہوئی وہی اس کے مخاطب تھے، اور یہ بہت بعید ہے کہ اللہ تعالی انھیں "خیر امت" کی صفت سے متصف کریں اور وہ عادل نہ ہوں(۳)۔

۳-اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار والذين اتبعوهم بإحسان رضي الله عنهم و رضوا عنه وأعد لهم جنات تجري تحتها الأنهار خالدين فيها أبدا ذلك الفوز العظيم"(٤).

(اور مہاجرین اور انصار میں جو سبقت رکھنے والے ہیں اور جنہوں نے اخلاص کے ساتھ ان کی پیروی کی ہے اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے)۔

وجہ استدلال: اس آیت میں اللہ تعالی نے صحابہ کرام کو مطلقا اپنی رضامندی اور جنت کی عظیم خوشخبری سنائی ہے، اور یہ محال ہے جن کو یہ شرف وسعادت ملے وہ عادل ہی نہ ہوں۔

---

(۱) الکفایہ للخطیب البغدادی (ص ۴۶)۔

(۲) سورۃ آل عمران (۱۱۰).

(۳) دیکھیں: الموافقات للشاطبی (۴/ ۴۰-۴۱)

(۴) سورۃ التوبہ (۱۰۰).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی طرح احادیث رسول میں بھی ان کی عدالت کی گواہی دی گئی ہے۔ ذیل میں بعض احادیث پیش خدمت ہیں:

۱- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دینے کے بعد صحابہ کرام کے جم غفیر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا: «ألا ليبلغ الشاهد منكم الغائب»(۱)۔ (تم میں سے جو یہاں حاضر ہیں وہ غائب رہنے والوں تک یہ باتیں پہنچا دے۔)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام کو یہ ذمہ داری دی، ان میں سے کسی بھی صحابی کو مستثنی نہیں کیا۔ یہ ان کی مطلق عدالت کی بہت بڑی دلیل ہے، ورنہ یہ لازم آئے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین کی ذمہ داری ایسے لوگوں کو دی جو عادل ہی نہ تھے۔

۲- نبی صلہ اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «لا تسبوا أصحابي فلو أن أحدكم أنفق مثل أحد ذهباً ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه»(۲)۔

(میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو، تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے مثل بھی سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو میرے صحابہ کے ایک مد یا نصف مد کے صدقے کی برابری نہیں کر سکتا)۔

نبی صلہ اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ پر سب وشتم سے مطلقا منع فرمایا، اور ان کے حق میں اس سے بڑا سب وشتم اور کیا ہوگا کہ انھیں غیر عادل کہا جائے۔

اس لیے جو لوگ صحابہ کرام کی عدالت پر کلام کر رہے ہیں وہ در حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

اسی لئے اللہ کے فضل وکرم سے امت میں سے کسی نے اس حکم کی خلاف ورزی نہیں کی سوائے چند باطل فرقوں اور ان کے ہمنواؤوں کے۔ چنانچہ بے شمار علمانے اس پر امت کا اجماع نقل کیا ہے کہ تمام کے تمام صحابہ کرام عادل ہیں۔

۱- خطیب بغدادی رحمہ اللہ عدالت صحابہ پر کتاب وسنت کے دلائل پیش کرنے اور ان دلائل سے تمام صحابہ کرام کی عدالت ثابت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ "یہ تمام علما اور معتبر فقہا کا مذہب ہے"(۳)۔

---

(۱) متفق علیہ، صحیح بخاری (حدیث نمبر ۱۰۵)، وصحیح مسلم (حدیث نمبر ۱۶۷۹)۔
(۲) متفق علیہ، صحیح بخاری (حدیث نمبر ۳۶۷۳)، وصحیح مسلم (حدیث نمبر ۲۵۴۰)۔
(۳) الکفایہ (ص ۶۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲–حافظ ابن الصلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "للصحابة بأسرهم خصيصة، وهى أنه لا يسأل عن عدالة أحد منهم، بل ذلك أمر مفروغ منه لكونهم على الإطلاق معدلين بنصوص الكتاب، والسنة، وإجماع من يعتد به فى الإجماع من الأمة"(۱).

(یہ خصوصیت تمام صحابہ کو حاصل ہے، کہ ان کی عدالت اور ثقاہت کی تفتیش نہیں کی جائے گی، بلکہ وہ اس امر سے بری ہیں، کیونکہ کتاب وسنت اور اجماع سے ان کی عدالت کی توثیق پیشتر ہو چکی ہے)۔

۳–علامہ عراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"إن جميع الأمة مجمعة على تعديل من لم يلابس الفتن منهم وأما من لابس الفتن منهم وذلك حين مقتل عثمان رضي الله عنه فأجمع من يعتد به أيضاً فى الإجماع على تعديلهم إحساناً للظن بهم، وحملاً لهم فى ذلك على الاجتهاد "(۲).

(تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ صحابہ میں جو فتنے سے مامون رہے وہ تمام کے تمام عادل تھے، البتہ جو فتنے سے محفوظ نہ رہ سکے، بالخصوص عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر، ان کی بابت بھی اجماع ہے کہ انہیں عادل تسلیم کیا جائے، کیونکہ ہمیں ان سے حسن ظن کی امید ہے، نیز یہ مسئلہ اجتہاد کے قبیل سے ہے)۔

۴–حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اتفق أهل السنة على أن الجميع عدول و لم يخالف ذلك إلا شذوذ من المبتدعة"(۳).

(تمام اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ عدول ہیں۔ اور اس مسئلے میں سوائے بعض اہل بدعت کے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔)

عقل بھی اسی کا تقاضا کرتی ہے کہ ان کی عدالت کے بارے کسی بحث و تفتیش کے بغیر ان کی احادیث قبول کی جائیں کیونکہ اگر عدالت کی وجہ سے ان کی احادیث رد کی جانے لگیں تو الزامی طور پر یہ اللہ اور اس کے رسول پر طعن ہو گا کہ اللہ تعالی نے نقل شریعت کے لئے ان کا انتخاب کیا جو اس لائق نہ تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کے باوجود ان میں وہ ملکہ پیدا نہ ہو سکا کہ ان کی نقل کردہ باتوں پر اعتماد کیا جا سکے، تو یہ بالواسطہ اللہ تعالی کے انتخاب اور اس کے رسول کی تربیت پر طعن و تشنیع کرنا اور انگلی اٹھانا ہے۔

---

(۱)مقدمہ ابن الصلاح(ص ۱۷۶)۔

(۲)التبصرة والتذكرة(۳/۱۳-۱۴)۔

(۳)الاصابة(۱/۱۷)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ شریعت صرف عہد صحابہ تک ہی سمٹ کر رہ جائے اور آنے والی نسلوں تک منتقل نہ ہو، کیونکہ جب آپ نے صحابہ کرام کی عدالت کو ہی مجروح کر دیا تو شریعت کن سے قبول کی جائے گی (۱)؟

رہی بات حفظ وضبط کی تو دوسرے ثقہ وعادل رواۃ کی طرح صحابہ کرام سے بھی سہو وخطا کا امکان ہے، لیکن جس طرح ہم صرف اس امکان کی وجہ سے دوسرے عادل رواۃ کی احادیث رد نہیں کر دیتے، یا کبھی ان سے کسی حدیث کی روایت میں کوئی چوک ہو جائے تو انھیں عدالت کے درجے سے ساقط نہیں کر دیتے، اسی طرح صحابہ کرام کا معاملہ ہے۔ صرف امکان کی وجہ سے ان کی کسی حدیث کو رد کرنا سراسر ظلم ہے۔ ہاں اگر دلائل سے کسی خاص روایت میں ان سے ہوئی چوک کی نشاندہی ہو جائے تو جس طرح دوسرے ثقہ وعادل رواۃ سے ان کی غلطی قبول نہیں کی جاتی صحابہ کرام سے بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ لیکن اس کا فیصلہ دلائل کی بنیاد پر ہو گا کہ واقعی ان سے چوک ہوئی ہے یا نہیں، ہوا پرستی کی بنیاد پر ان کی بیان کردہ کسی حدیث کو صرف اس امکان اور احتمال کی وجہ سے رد کرنا جائز نہیں۔ اگر دلائل کی بنیاد پر کسی حدیث کی روایت میں ان کا سہو ثابت ہو گیا تو صرف وہ حصہ غیر قابل قبول ہو گا جس میں ان سے سہو ہوا ہے، لیکن اسے بنیاد بنا کر ان کی عدالت کے بارے کلام کرنا غلط ہی نہیں سراسر ظلم ہے۔

مثلا: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے جب شادی کی تھی تو آپ حالت احرام میں تھے (۲)۔ یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم کے اندر مروی ہے۔ لیکن محدثین نے متعدد دلائل کی بنا پر بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسے بیان کرنے میں سہو ہوا ہے (۳)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے جب شادی کی تھی اس وقت آپ احرام کا لباس اتار چکے تھے اور حلال ہو چکے تھے۔ خود میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شادی ہوئی دونوں حلال ہو چکے تھے (۴)۔

---

(۱) دیکھیں: البرہان فی اصول الفقہ (۱/ ۲۴۲)، وارشاد الفحول (۱/ ۲۷۵)۔

(۲) صحیح مسلم (حدیث نمبر ۱۴۱۰)۔

(۳) دیکھیں: التمہید لابن عبد البر (۳/ ۱۵۸)، واعلام العالم بعد رسوخہ بناسخ الحدیث ومنسوخہ لابن الجوزی (ص: ۳۴۷)، وزاد المعاد لابن القیم (۳/ ۳۲۹)۔

(۴) صحیح مسلم (حدیث نمبر ۱۴۱۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو عدالت صحابہ کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ کسی صحابی سے حفظ وضبط کے باب میں کوئی سہو یا وہم نہیں ہو سکتا، محدثین میں سے کسی نے یہ دعوی نہیں کیا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأما الغلط فلا يسلم منه أكثر الناس، بل في الصحابة من قد يغلط أحيانًا"(۱)۔

(اور غلطی سے کوئی محفوظ نہیں، بلکہ بعض صحابہ سے بھی کچھ غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔)

مستشرقین نے اس طرح کے بعض دلائل کو پیش کرکے امت کو مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ صحابہ کرام کی مطلقا عدالت کا دعوی کرنا درست نہیں، ان سے بھی غلطیاں ہوتی ہیں اس لئے ان کی عدالت کے بارے بھی ہمیں بحث وتحقیق کی ضرورت ہے۔

تو یہ محض ایک تلبیس ہے، اور محدثین کے منہج سے عدم واقفیت کی دلیل۔ اس طرح کے شبہات سے چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، اور محدثین کے نزدیک عدالت صحابہ کا صحیح مفہوم کیا ہے اسے جاننے کی ضرورت ہے۔

جب دوسرے رواۃ حدیث سے کبھی کبھار روایت حدیث میں چوک ہو جانے کی وجہ سے ان کی عدالت مجروح نہیں ہوتی، اور ایک آدھ غلطیوں کے باوجود وہ بالاتفاق عادل وثقہ ہی شمار کئے جاتے ہیں تو کیا یہ انصاف کا تقاضا ہے کہ اس طرح کی ایک آدھ غلطیوں کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام کی عدالت کو مجروح کیا جائے، اور انھیں ساقط العدالہ سمجھا جائے؟

صحابہ کرام سے جن بعض احادیث کی روایت میں سہو ہوا ہے ان کی تعداد اتنی کم ہے کہ انھیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ اللہ کے فضل وکرم سے کسی بھی صحابی سے اتنے اوہام سرزد نہیں ہوئے جنھیں بنیاد بنا کر اس صحابی کی عدالت پر کلام کرنا جائز بلکہ قرین انصاف ہو۔ یہاں محدثین کرام کا عدل وانصاف دیکھیں کہ وہ صحابہ کرام سے بے انتہا عقیدت رکھنے کے باوجود تحفظ شریعت کو مقدم رکھتے ہیں اور خود ان اوہام کی نشاندہی کرتے ہیں جو ان سے سرزد ہوئیں، تاکہ انھیں شریعت کا درجہ نہ دیا جائے۔ کیا محدثین کے علاوہ اس طرح کے انصاف کا تصور کسی بھی جماعت میں ممکن ہے؟

دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں سلف صالحین کے منہج پر قائم ودائم رکھے، اور نبیین صدیقین شہدا وصالحین کے ساتھ ہمارا حشر ہو۔

---

(۱) قاعدۃ جلیلہ فی التوسل والوسیلہ لابن تیمیہ (ص ۱۶۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع

ابو احمد کلیم الدین یوسف
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

دیہات میں رہنے والے ایک صحابی نے انصارِ صحابہ کرام کی برائی بیان کی، عمر رضی اللہ عنہ کے پاس انہیں لایا گیا، جب عمر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ یہ بھی صحابی ہیں تو فرمایا: کہ اگر تم شرف صحبت سے باریاب نہ ہوتے تو آج تمہیں صحابہ کرام کو برا کہنے کی جو سزا ملتی وہ تمہارے ساتھ زمانہ بھی یاد رکھتا۔ (۱)

ایک مرتبہ عمر رضی اللہ کے بیٹے عبید اللہ اور مقداد بن الأسود بدری صحابی رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ کہا سنی ہوگئی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بیٹے کو لایا جائے اور ساتھ میں ایک تیز چھری بھی لائی جائے، میں عبید اللہ کی زبان کو کاٹ ڈالوں گا کیوں کہ اس زبان سے ایک جلیل القدر صحابی کو تکلیف پہنچی ہے، لیکن صحابہ کرام نے بیچ بچاؤ کا کام کیا، اور بہت اصرار کرکے عمر رضی اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کیا۔ (۲)

قارئین کرام: مذکورہ دونوں واقعہ سے دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں:

پہلی بات: اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درمیان آپس میں کچھ نزاع ہو جائے تو عمر رضی اللہ عنہ جیسے خلیفہ بھی ایک دوسرے کو ملزم قرار نہیں دیتے، بلکہ یہ کہہ کر معاملہ ختم کر دیتے ہیں کہ دونوں صحابی ہیں، تو پھر بعد میں آنے والے لوگوں کو یہ حق کہاں سے ملتا ہے کہ وہ صحابہ کرام کے درمیان فیصلہ کریں اور ایک کو غلط اور دوسرے کو صحیح ثابت کریں؟

دوسری بات: اگر کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے تعلق سے بدزبانی کرے تو وہ سزا کا مستحق ہوگا چاہے وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے ساتھ جارحانہ رخ اختیار کیا۔

اگر یہی دو معاملہ ہم بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق اپنا لیں تو گستاخان صحابہ کو لگام لگ سکتی ہے، یعنی صحابہ کرام کی رنجشیں انہی کے مابین رہنے دیں، ہم اس کا فیصلہ نہ کریں، نیز جو ہم میں سے صحابہ کرام کی

---

(۱) (الاصابہ فی تمییز الصحابہ)۔

(۲) (تاریخ دمشق)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گستاخی کرے اسے اگر ہم سزا نہیں دے سکتے تو علی الاقل اس کی مجلس سے، اور اس سے کسی بھی قسم کے تعلقات استوار کرنے سے بالکلیہ پرہیز کریں.

لیکن آج کل تو معاملہ ہی برعکس ہوگیا ہے، گستاخان صحابہ کو ہم میں سے بعض عظیم مفکر کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور ان کی کتابوں کو پڑھنے وصیت ہی نہیں بلکہ اس کا پرچار بھی کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ انہوں نے دین کی بڑی خدمت کی، جیسے سید قطب اور مولانا مودودی کو لے لیں، جب کہ مذکورہ دونوں شخص نے جس باب میں بھی قلم اٹھایا ہے اسے مکدر کرکے چھوڑا ہے، چاہے وہ تفسیر کا باب ہو جہاں اعتزال، الحاد اور وحدت الوجود وغیرہ کا کھل کر دفاع کیا ہے، یا وہ حدیث کا باب ہو جہاں انہوں نے مسلمانوں کو حدیث کے انکار کرنے کرنت نئے طریقے سکھائے ہیں، چاہے وہ عقیدہ کا باب ہو جہاں انہوں نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ویسے ہی تبرا کیا ہے جیسے روافض کرتے ہیں، بلکہ صحابہ پر الزام کے ساتھ ان پر مغلظات کی جھڑیاں بھی لگادیں، تعامل مع الحکام کے باب میں خوارج کے نیم مردہ منہج کو حیات نو بخشی، ولاء وبراء کے باب میں سب کا ساتھ سب کا وکاس کی روشن تعبیر نظر آتے ہیں گویا کہ عقیدہ ولاء وبراء نام کی کوئی چیز اسلام میں موجود ہیں نہ ہو.

جب ایسے مفکرین کی کتابوں سے ہم اپنے ذہن کو سیراب کریں گے تو آگے جاکر لوگوں کو عثمان، معاویہ، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف لوگوں کے ذہن میں تحقیق اور حق بیانی کے نام پر زہر انڈیلنے کا ہی کام کریں گے.

قارئین کرام: آپ خود بتائیں کہ آج جو معاویہ رضی اللہ کے خلاف محاذ قائم ہے دور حاضر میں اس کی حجر اساس کس نے رکھی؟

یقینا مولانا مودودی، سید قطب اور انہیں کے ہم مشرب وہم پیالہ نے، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان سے جڑنے والے اکثر لوگوں کا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہی نظریہ ہے جو مولانا مودودی اور سید قطب وغیرہ کا تھا.

اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ شانِ صحابہ میں گستاخی کرنے والوں کے دروس اور کتابوں سے بعد المشرقین سی دوری بنائی جائے، اور لوگوں کو اس بات سے باخبر بھی کیا جائے کہ فلاں شخص فلاں صحابی کی شان میں گستاخی کرتا ہے، ان کی عزت نہیں کرتا، اس لئے وہ بھی اس لائق نہیں کہ اس کی عزت وتکریم کی جائے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ صحابہ سے بغض وعناد رکھنے والا یا ان کو برا کہنے والا دو ہی قسم کا آدمی ہو سکتا ہے، یا تو وہ رافضی یا خارجی ہو گا یا نہیں تو وہ ان دونوں میں سے کسی ایک سے متاثر ہو گا۔

کیونکہ مذکورہ فرقوں کے بانیوں کے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ذرہ برابر بھی نہیں تھی، تو ان کے اصحاب سے محبت کیوں کر ہو سکتی ہے، خوارج کے بانی ذوالخویصرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا، جبکہ روافض کے بانی عبد اللہ بن سبا نے علی رضی اللہ عنہ کو نبی سے بھی اوپر اٹھا کر الوہیت کے درجہ پر بیٹھا دیا۔

چنانچہ تحکیم قرآن کے نام پر خوارج نے صحابی کے قتل کو باعثِ ثواب سمجھا، اور اہل بیت کی شان کے نام پر روافض نے صحابہ کے سب وشتم کو حصولِ جنت کا ذریعہ سمجھا۔

ان فرقوں سے متاثرین افراد کی اکثریت اخوانیوں اور تحریکیوں کی ہے، جن کے یہاں اہل بیت سے محبت کے نام پر صحابہ پر طعن روا ہے، جو کہ روافض کا منہج ہے، اور حاکمِ وقت کی غلطیوں کے نام پر ان پر خروج جائز ہے، جو کہ خوارج کا منہج ہے، چنانچہ یہ لوگ رفض وخارجیت کے کوکٹیل ہیں۔

حدیث کے ادنی سے طالب علم کو بھی یہ بات پتہ ہے کہ محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو بھی جرح وتعدیل کے میزان پر کھڑا نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ جن کی توثیق ربِ ارض وسماء نے کر دی ہے وہ کسی اور کی توثیق کے محتاج ہی نہیں، حتی کہ محدثین نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر کوئی تابعی صحابی سے روایت کریں اور ان کا نام نہ لیں، اور بعد میں ان کا نام پتہ نہ بھی چلے پھر بھی حدیث کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، اب ذرا غور فرمائیں کہ جن صحابہ کرام کا نام مبہم ہو ان کے بارے میں محدثین اور علماء اسلام کی یہ رائے ہے تو پھر جو کاتبِ وحی ہوں، امیر المومنین ہوں، فقیہ امت ہوں، نبی کے قریبی رشتہ دار ہوں ان کے بارے میں سلف صالحین کی کیا رائے ہو سکتی ہے؟

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا مقام اللہ ذوالجلال والاکرام کے نزدیک:

اللہ رب العالمین نے فرمایا: ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾۔ (۱)

---

(۱)[التوبة:۱۰۰]۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: مہاجرین و انصار میں سے جنہوں نے ایمان لانے میں سبقت کی اور جن لوگوں نے ان کی اخلاص و للّٰہیت کے ساتھ پیروی کی اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہے اور وہ سب بھی اللہ سے راضی ہیں۔

جس طرح تمام صحابہ کرام اس آیت میں داخل ہیں اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں استثناء کی کوئی دلیل نہیں، اس لئے یہ فضیلت انہیں بھی حاصل ہوگی۔

﴿لا يَستَوي مِنكُم مَن أَنفَقَ مِن قَبلِ الفَتحِ وَقاتَلَ أُولئِكَ أَعظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذينَ أَنفَقوا مِن بَعدُ وَقاتَلوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الحُسنى وَاللَّهُ بِما تَعمَلونَ خَبيرٌ﴾۔ (۱)

ترجمہ: جن صحابہ کرام نے فتح مکہ سے قبل اللہ کے راستہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ قدر و منزلت کے اعتبار سے ان سے زیادہ ہیں جنہوں نے فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا، ان دونوں میں کوئی برابری نہیں ہو سکتی، اور ان تمام سے (یعنی فتح مکہ سے قبل اور بعد میں اسلام لانے والے سے) اللہ رب العالمین جنت کا وعدہ کرتا ہے، اور اللہ رب العالمین ان تمام چیزوں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

مندرجہ بالا آیت سے معاویہ رضی اللہ اور دیگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے جنتی ہونے کا ثبوت ملتا ہے، نیز آیت کا آخری حصہ قابل غور ہے جس میں اللہ رب العالمین نے فرمایا: ((واللہ بما تعملون خبیر))، اللہ رب العزت نے تمام صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو تم لوگ کرتے ہو یا آئندہ کروگے ان تمام باتوں کی خبر اللہ رب العالمین کو ہے۔

اب جو لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان درازی کرتے ہیں یا ان سے بغض رکھتے ہیں ان سے سوال یہ ہے کہ جن باتوں کو بنیاد بنا کر (قطع نظر اس کے کہ ان باتوں کی کیا حقیقت ہے) آپ معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کرتے ہیں ان باتوں کا علم اللہ رب العالمین کو پہلے ہی تھا اس کے باوجود اللہ رب العالمین نے انہیں جنت کا مژدہ سنایا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ رب العالمین کی نگاہ میں وہ ان غلطیوں کے باوجود محبوب و مکرم اور پسندیدہ ہیں۔

یعنی جو بھی نزاع صحابہ کرام کے مابین ہوا اللہ رب العالمین نے کے نزدیک وہ صحابہ کرام کی عدالت میں بالکلیہ قادح نہیں تھا اور نہ ہی ان کی شان میں کمی کا باعث تھا اس لئے اللہ رب العالمین نے آیت کریمہ میں پہلے ان سے جنت کا وعدہ کیا اور پھر یہ بتایا کہ اللہ رب العالمین ان تمام اعمال سے باخبر ہے جو وہ کر رہے ہیں اور جو آئندہ کریں گے۔

(۱)[الحدید:۱۰]۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ دونوں آیتیں اور اس کے علاوہ جتنی بھی آیتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں اس میں بشمول معاویہ رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ کرام بلا استثناء داخل ہیں.

اگر کوئی یہ کہے کہ آپ نے جن دو آیات کو پیش کیا ہے ان میں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے، تو پھر وہ اس فضیلت میں کیسے داخل ہوئے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ دونوں آیات میں ابو بکر وعمر، عثمان وعلی اور دیگر تمام صحابہ کرام کا ذکر نہیں تو کیا کوئی بھی صحابہ اس آیت کا مصداق نہیں بن سکتے ؟

تو جس طرح ان آیات کی فضیلت خلفائے راشدین، اہل شوری، اہل بدر واحد اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو شامل ہے اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی شامل ہے کیوں کہ وہ من جملہ صحابہ میں سے ہیں.

خلاصہ کلام یہ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ رب ذوالجلال کے نزدیک پسندیدہ اور بہترین لوگوں میں سے ہیں اور جنتی ہیں.

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا مقام خاتم النبیین والمرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک:

جتنی بھی احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق عمومی فضائل ومناقب بیان ہوئے ہیں ان میں معاویہ رضی اللہ عنہ بطریق اولی داخل ہیں، ذیل میں آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام ومرتبہ خصوصی طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی ملاحظہ کریں گے.

معاویہ رضی اللہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت یافتہ اور اور دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ قرار دیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ کیلئے دعا کرتے ہوئے فرمایا:((اللهم اجعلهُ هادِياً مَهديّاً واهده واهدِ به)).

ترجمہ: اے میرے مولی تو معاویہ کو ہادی ومہدی بنا، اسے ہدایت عطا کر اور اسے دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بنا.(۱)

---

(۱) رواه البخاري في التاريخ الكبير (۵/۲۴۰) والترمذي (۳۸۴۲) وابن سعد (۷/۴۱۸) وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني (۲/۳۵۸ رقم ۱۱۲۹)۔ امام ترمذی، جورقانی، ذہبی، ابن حجر الہیثمی رحمہم اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، جبکہ آلوسی اور البانی رحمہما اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ایک دوسرے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے یوں دعاء فرمائی:((اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب)).

ترجمہ: اے اللہ تو معاویہ کو کتاب وحساب کی تعلیم دے دے اور اسے عذاب سے محفوظ رکھ۔[1]

محترم قارئین: مندرجہ بالا دونوں حدیثوں میں غور فرمائیں اور دیکھیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے ہدایت ورہنمائی، علم، اور عذاب سے بچنے کی دعا کر رہے ہیں، اور امت کا ہر فرد جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء اللہ رب العالمین ہمیشہ قبول کرتا ہے کبھی رد نہیں کرتا، تو یقیناً یہ دعائیں بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئیں ہوں گی، پھر کوئی دریدہ دہن یہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں کیسے طعن کر سکتا ہے، اگر وہ ان احادیث کو جاننے کے بعد بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بغض وعداوت رکھتا ہے تو اس کا مطلب صاف ہے کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے قبول ہونے پر یقین نہیں ہے۔

عن عبد الله بن عباس رضى الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم : ((اذهب وادع لي معاوية)) . قال: فجئت فقلت هو يأكل. قال: ثم قال ل: ((اذهب فادع لي معاوية)) قال: فجئت فقلت: هو يأكل، فقال: ((لا اشبع الله بطنه)).

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ معاویہ کو بلا کر لاؤ، میں گیا اور واپس آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ کھانا تناول کر رہے ہیں، پھر دوبارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے انہیں بلانے کے لیے بھیجا، میں جا کر دوبارہ واپس آیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ وہ ابھی بھی کھانا تناول کر رہے ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اسے آسودہ نہ کرے۔[2]

بعض لوگ اس حدیث کے لفظ((لا أشبع الله بطنه)) کو معاویہ رضی اللہ کی ذات میں طعن سمجھتے ہیں جبکہ معاملہ بالکل برعکس ہے جس کا بیان آئندہ چند سطور کے بعد آئے گا۔

محترم قارئین: اس حدیث سے سب سے پہلی بات جو معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں رہتے تھے، نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ کاتب تھے، اور وحی لکھا کرتے تھے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسی غرض سے بلا بھیجا تھا، ان کے کاتب وحی ہونے کا

---

(۱) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ (۳۲۲۷)۔

(۲) صحیح مسلم (۲۶۰۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ حدیث میں ذکر نہیں، لیکن دیگر احادیث میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خود اس کی وضاحت کی ہے جس کی تفصیل آرہی ہے۔

کیا((لا أشبع الله بطنه))سے بددعاء مراد ہے؟

صحیح بات یہ ہے کہ عرب ایسے الفاظ کا استعمال اپنی گفتگو میں کرتے ہیں، لیکن ان الفاظ کے حقیقی معنی مراد نہیں لیتے:

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ ((ثکلتک امک))، تیری ماں تجھے کھودے، بظاہر یہ بددعاء لگ رہی ہے، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معاذ رضی اللہ عنہ پر موت کی دعاء کر رہے ہیں.

اسی طرح ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے تعلق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((عقری حلقی))، یعنی اللہ رب العالمین اسے بانجھ بنادے، اور اس کے حلق میں تکلیف ہو جائے۔

اور دیندار بیوی اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:((تربت یداک))، تیرا ہاتھ خاک آلود ہو۔ اسی طرح ایک لونڈی سے فرمایا:((لا کبر سنک))، تیری عمر زیادہ نہ ہو۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا، ام سلیم رضی اللہ عنہا کی لونڈی اور وہ تمام مسلمان جو نیک بیوی تلاش کرتے ہیں کیا یہ تصور کیا جاسکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بد دعاء کی ہو؟ بالکل تصور نہیں کیا جاسکتا، ٹھیک اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کے اس لفظ کو بدعاء کے طور نہیں لیا جاسکتا، کیوں کہ یہ الفاظ عربوں کی زبان پر مستعمل تھے، اور عرب بولتے وقت اس کی حقیقت مراد نہیں لیتے تھے.

اور اگر کوئی اس لفظ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بدعاء مراد لیتا ہے تو اسے یہ بھی ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا، ام سلیم رضی اللہ عنہا کی لونڈی اور وہ تمام مسلمان جو نیک بیوی تلاش کرتے ہیں ان کے حق میں بد دعاء کی تھی.

اور اگر مان لیا جائے کہ یہ بددعاء ہی ہے پھر بھی کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ شریعت نے اس کا حل بھی پیش کیا ہے، چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلَى رَبِّي فَقُلْتُ : إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَرْضَى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ مِنْ أُمَّتِي بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ أَنْ يَجْعَلَهَا لَهُ طَهُورًا وَزَكَاةً وَقُرْبَةً يُقَرِّبُهُ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مفہوم حدیث: اے میرے رب میں انسان ہوں، مجھے ویسے ہی غصہ آتا ہے جیسے عام لوگوں کو آتا ہے، اور میرے مولی میں نے تجھ سے ایک عہد لے رکھا ہے جسے تو ضرور پورا کرے گا، اے اللہ اگر میں نے کسی مؤمن کو تکلیف دی ہو، یا اسے برا بھلا کہا ہو، یا اس پر بد دعاء کی ہو جس کا وہ اہل نہیں تو میرے مولی میری بد دعاء کو تو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا، اس کیلئے رحمت کا سبب بنا، اس کے تزکیہ نفس اور بروز قیامت تو اپنی قربت کا ذریعہ بنا۔[1]

اس حدیث سے پتہ چلا کہ حدیث کا لفظ((لا أشبع الله بطنه)) جسے صحابہ سے بغض رکھنے والے معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں بد دعاء سمجھتے ہیں در حقیقت وہ ان کیلئے فضیلت و منقبت ہے، جیسا کہ حدیث میں گذرا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة إلا سببي ونسبي)).

ترجمہ: بروز قیامت ہر قسم کی آپسی رشتہ داری منقطع اور ختم ہو جائے گی سوائے میرے نسبی اور سسرالی رشتہ داریوں کے۔[2]

یہ حدیث بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت بیان کر رہی ہے کہ قیامت کے دن بھی ان کی رشتہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کے ساتھ باقی رہے گی، کیوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھیں.

نیز یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت صرف اس فانی دنیا تک کیلئے خاص نہیں کیا بلکہ بروز قیامت بھی ان کی فضیلت بیان کی.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:((إن ابني هذا سيد ولعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين))۔[3]

ترجمہ: میرا یہ بیٹا سید ہے، اور شاید اللہ رب العالمین اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے مابین صلح کروائے گا.

---

(۱) رواہ مسلم (۲۶۰۳)۔

(۲) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، سلسلہ الاحادیث صحیحہ (۲۰۳۶)۔

(۳) صحیح بخاری (۲۷۰۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کے اہل تھے کہ وہ مسلمانوں کے خلیفہ بن سکیں اس لئے حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت ان کے سپرد کی. نیز معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ثبوت بھی اس حدیث سے ملتا ہے.

خلاصہ کلام یہ کہ، جس صحابی کی ہدایت کیلئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا کریں، جنہیں دوسروں کی ہدایت کا ذریعہ بتائیں، جن کیلئے علم کی دعا کریں، جن کیلئے عذاب الہی سے حفاظت کی دعا مانگیں، جن سے اپنی رشتہ داری بروز قیامت ظاہر کریں، جنہیں اپنا کاتب اور وحی الہی کا کاتب بنائیں، تو پھر سمجھا جا سکتا ہے کہ ان کا مقام و مرتبہ تاجدار مدینہ سید المرسلین وخاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا رہا ہو گا؟

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا مقام صحابہ کرام کے نزدیک:

جب ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع میں بات کرتے ہیں تو کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں امیر المؤمنین خلیفہ راشد علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے اونچا دکھانے کہ کوشش کر رہے ہیں، یا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنے سے علی رضی اللہ عنہ کا مقام گھٹ جائے گا، ایسا سوچنے والے تنگ نظری اور کم علمی کا شکار ہیں، کیوں کہ علی رضی اللہ عنہ کے بالمقابل معاویہ رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا ہی نہیں جا سکتا، کیوں کہ شریعت نے خلفائے ثلاثہ کے بعد جو مقام علی رضی اللہ عنہ کو دیا ہے اس مقام و سربلندی کو کوئی بھی صحابی نہیں پا سکتے چہ جائیکہ ان کا مقابلہ کریں.

اس لئے اس بات کا سمجھنا از حد ضروری ہے کہ کسی بھی صحابی کا دفاع دوسرے صحابی کو نیچا دکھانے کیلئے نہیں بلکہ نبی کے ساتھی، قرآن وسنت کے امین، اللہ کے پسندیدہ افراد، جنتی اشخاص اور اسلام کے بنیاد کا دفاع ہے، ہر ایک صحابی اپنی جگہ اسلام کے ایک ستون کی کی حیثیت رکھتے ہیں، کسی ایک صحابی کے تعلق سے بدکلامی پورے اسلام کے تعلق سے بدکلامی شمار کی جائے گی، کیوں کہ اس شخصیت کو صحابہ کی صف میں جگہ دے کر، انہیں رضا خوشنودی کا پروانہ دے کر، جنتی ہونے کی خوشخبری دے کر، اور امت کے دیگر تمام افراد پر فضیلت دے کر اللہ رب العالمین نے لوگوں کو یہ بتایا ہے کہ اگر تم رب پر ایمان رکھتے ہو، نبی کی رسالت کا اقرار کرتے ہو اور تمہیں رب کی جنت کی چاہت ہے تو تمہیں رب دوجہاں اور رحمت للعالمین کے تمام فیصلوں سے راضی اور خوش ہونا ہو گا گرچہ وہ فیصلہ تمہاری مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اور اس کے فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ ہے کہ بلا استثناء تمام صحابہ کرام سے دلی محبت کی جائے اور ان کا دفاع کیا جائے.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بھی یاد رکھا جائے جن غلطیوں کی بنیاد پر وہ جس صحابی کو برا بھلا کہہ رہا ہے اس کے رب نے ان کی ان غلطیوں کو جاننے کے باوجود بھی ان سے رضامندی کا اظہار کیا، اور انہیں جنت بشارت بھی دی، اس کا مطلب کہ اس صحابی کے متعلق زبان درازی کرنے والا اللہ کے فیصلہ پر اعتراض کرتا ہے اور اس کی پسند پر انگلی اٹھاتا ہے۔

ایک اور بات ذہن نشیں کرلینی چاہئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں جو عمومی فضائل وارد ہوئے ہیں ان میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین داخل ہیں، چاہے وہ پہلے اسلام لانے ہوں یا سب سے اخیر میں اسلام لانے والے ہوں، نیز وہ آخری صحابی تمام تابعین، محدثین، ائمہ، مجتہدین، فقہاء، اتقیاء اور قیامت تک آنے والے تمام افراد کے مقابلے میں ویسی ہی فضیلت رکھتے ہیں جیسا کہ کعبہ کو دنیا کی دیگر مساجد پر فضیلت حاصل ہے، اس بات پر بدعتی فرقوں کو چھوڑ کر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔

اب آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام صحابہ کرام کے نزدیک کیا تھا، اور ان کے متعلق کیا رائے تھی؟

اگر ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو وہ ایک عادل ومنصف اور حسن سیرت وأخلاق کے پیکر لگتے ہیں، یہی وجہ تھی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کا گورنر مقرر کیا تھا، اور عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے قبل اپنے مقرر کردہ گورنروں کے متعلق فرمایا تھا: "اللهمَّ إنِّي أُشهِدُك على أُمَراءِ الأمصارِ، وإنِّي إنَّما بَعَثْتُهم عليهم لِيَعدِلوا عليهم، ولِيُعلِّموا الناسَ دينَهم وسُنَّةَ نبيِّهم صلَّى اللهُ عليه وسلَّمَ".

ترجمہ: اے اللہ میں تجھے اپنے گورنروں پر گواہ بناتا ہوں، میں نے انہیں لوگوں کے مابین عدل وانصاف کرنے کیلئے، عامۃ الناس کو دین اور نبی کی سنت سکھانے کے لئے مقرر کیا ہے....

عمر رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے اتنی بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ وہ اسی شخص کو گرنر مقرر کیا کرتے تھے جو عادل ومنصف ہو، کتاب وسنت کا علم ہو، دعوتی مزاج ہو، لوگوں کے لیے وہی پسند کرتا ہو جو اپنے لئے پسند کرتا ہو، اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے اندر یہ تمام صفات بدرجہ اتم موجود رہی ہوں گی تبھی عمر رضی اللہ عنہ نے ان پر بھروسہ کیا ہوگا اور انہیں گورنر بنایا ہوگا، اگر ان کے اندر (نعوذ باللہ) فسق وفجور یا نفاق ہوتا جیسا کہ بعض دریدہ دہن لوگ کہتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ انہیں مسلمان کا حکمران کبھی نہ بناتے، کیوں کہ عمر رضی اللہ عنہ کو یہ پسند نہیں تھا کہ کسی مسلمان حاکم کا منشی کافر یا نصرانی ہو تو پھر انہیں یہ کیسے پسند ہوتا کہ مسلمان کا حاکم منافق یا فاسق ہو، اور عمر رضی اللہ عنہ صاحب فراست اور ملہم شخص تھے، لوگوں کے احوال سے بخوبی واقف تھے، اور انہوں نے کبھی بھی کسی منافق کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حاکم نہیں بنایا، چنانچہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: حَسبُكَ بمَن يُؤَمِّرُه عمرُ ثم عُثمانُ على إقليمٍ –وهو ثَغرٌ– فيَضبِطُه ويقومُ به أتمَّ قيامٍ، ويَرْضى الناسُ بسَخائِه وحِلمِه.

ترجمہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان پر عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما جیسی عظیم شخصیت نے بھروسہ کیا اور انہیں ایسی جگہ کا حاکم بنایا جو اسلامی سلطنت کی عظیم سرحد مانی جاتی تھی، اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی حکومت بہت ہی احسن طریقے سے کی، اور ان کی رعایا بھی ان کی سخاوت وبردباری سے خوش تھی۔

اب آیئے ہم دیکھیں کہ اہل بیت کا موقف معاویہ رضی اللہ کے متعلق کیسا تھا؟

علی رضی اللہ عنہ کے تعامل سے پتہ چلتا ہے کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی اور انہیں مجتہد سمجھتے تھے، کیوں کہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین پانچ سالوں تک جنگ جاری رہی جس میں بہت سے مسلمانوں کا خون بہا، اگر علی رضی اللہ عنہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے اندر فسق ونفاق، یا اور دوسری برائیاں پاتے جن کا ذکر دشمنان صحابہ کرتے ہیں تو وہ فوراً لوگوں کے سامنے اسے بیان کرتے اور اس پر متنبہ کرتے، لیکن انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا، بلکہ فرمایا: "قَتْلاي وقَتْلى معاويةَ في الجنةِ"، ہمارے اور معاویہ کے مابین جنگ میں جو لوگ میری طرف سے مارے گئے ہیں اور جو معاویہ کی طرف سے مارے گئے ہیں دونوں جنت میں ہوں گے۔

محترم قارئین: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کتنا زیادہ حسن ظن رکھتے تھے، اگر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اندر کفر ونفاق، فسق وفجور یا دیگر برائیاں ہوتی جیسا کہ دشمنان اسلام کرتے ہیں تو علی رضی اللہ عنہ بالکل بھی خاموش نہیں رہتے، اور نہ ہی ان کے مقتولین کو جنتی قرار دیتے، نیز یہ کہ جو لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ پر بے سروپا الزام لگاتے ہیں وہ در اصل علی رضی اللہ عنہ سے بدگمانی پالتے ہیں، وہ اس طرح کے علی رضی اللہ عنہ ان کی برائی کو دیکھتے ہوئے بھی خاموش رہے نیز ان کے مقتولین کو جنتی قرار دیتے رہے۔

اہل بیت کی ایک دوسری عظیم شخصیت حسن رضی اللہ عنہ ہیں، جنہوں نے حکومت سے دستبردار ہو کر زمام حکومت خود معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا، اگر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اندر وہ خامیاں ہوتی جن کا ذکر روافض یا ان سے متاثر افراد کرتے ہیں تو یہ کیسے ممکن تھا کہ حسن رضی اللہ عنہ اتنے خراب شخص کو مسلمانوں کی ذمہ داری سونپ دیں؟

بلکہ جس وقت انہوں نے حکومت کی باگ ڈور معاویہ رضی اللہ کے سپرد کی اس وقت ان کے اس عمل سے ان کے چھوٹے بھائی حسین رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین خوش اور راضی تھے، بلکہ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے پہلے اور اس صلح کے وجود میں آنے سے قبل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش تھے کیوں کہ انہوں نے ہی اس کی خوش خبری دی تھی، کیا معاویہ رضی اللہ پر الزام لگانے والے، تمام اہل بیت، صحابہ کرام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی الزام لگائیں گے کہ انہوں نے ایسے شخص کو خلیفہ بنایا یا بنانے میں مدد کی جن کے اندر اس قدر برائیاں تھیں؟

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی اہل بیت میں سے ہیں، نیز وہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے بلکہ ان کے گورنر بھی تھے انہوں نے معاویہ رضی اللہ کے صحابی ہونے کی گواہی دی ہے،[1] نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما معاویہ رضی اللہ عنہ کے عالم و فاضل ہونے کی گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ((ليس أحد منا أعلم من معاوية)). ہم میں کا کوئی بھی معاویہ سے زیادہ جانکار نہیں ہے۔[2]

معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت تمام صحابہ کرام سے محبت کی دلیل ہے:

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے محبت کی علامت ہیں، جو ان سے محبت کرتا ہے اس کا مطلب وہ تمام صحابہ کرام سے محبت کرتا ہے، اور جو ان سے عداوت رکھتا ہے گویا کہ وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے بغض رکھتا ہے.

اہل سنت والجماعت کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ ایسا معیار اور کسوٹی ہیں جس پر لوگوں کے ایمان کو پرکھا جائے گا، اگر وہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے راضی ہے تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے اس کی رضامندی سمجھی جائے گی، لیکن اگر وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بدکلامی کرتا ہے تو اس کے ایمان پر سوالیہ نشان قائم ہے.

کیوں کہ جن آیات سے عشرہ مبشرہ بالجنہ، اہل بدر و احد، اہل حدیبیہ اور فتح مکہ سے قبل اور بعد میں ایمان لانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی فضیلت ثابت ہوتی ہے انہی آیات سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اگر کوئی ان آیات قرآنیہ کا مصداق معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہیں مانتا تو مطلب سیدھا ہے کہ اس کی نیت کسی بھی صحابی کے متعلق درست نہیں.

---

(۱) صحیح بخاری (۳۷۶۴)۔

(۲) مصنف عبد الرزاق (۴۶۴۱)، السنن الکبری للبیہقی (۴۷۹۴)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے نزدیک عدالتِ صحابہ کے بارے میں لوگوں کے عقائد کو آزمانے کا ایک پیمانہ ہیں، چنانچہ جو معاویہ رضی اللہ پر نگاہِ غلط ڈالے گا ہم اسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں غلط رائے رکھنے والا تصور کریں گے۔ (۱)

اور ربیع بن نافع حلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کیلئے پردہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو اس پردے کے ساتھ چھیڑ خانی کرے گا تو اس سے پردے اندر کی چیزیں کیسے محفوظ رہ سکتی ہیں؟۔ (۲)

یعنی جو معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ سکتا ہے وہ دیگر صحابہ کرام کو بھی برا بھلا کہہ سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ میزان وکسوٹی ہمارے اور آپ کے سامنے ہے، صحابہ کے تئیں جو ایمان وعقیدہ رکھنے ہمیں شرعی حکم ملا ہے اسے اس میزان میں تول لیں، اگر پلڑا جھکتا نظر آئے تو رب کا شکر منائیں اور ثبات قدمی کی دعا کریں، لیکن اگر میزان پر کھرے نہیں اتر رہے ہیں تو پھر سمجھ لیں کہ آپ کے ایمان کو شیطان وروافض کی نظر لگ چکی ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقام علماء اسلام کے اقوال کی روشنی میں:

علماء کرام کو دین میں ایک خاص مقام حاصل ہے، ان کی باتیں مشکوٰۃ نبوت کا ماحصل ہوتی ہیں، دین کے محافظ، انبیاء کے وارث، توحید کے داعی، سنت کے حامی اور بدعت کے ماحی ہوتے ہیں، اللہ رب العالمین نے اپنی وحدانیت پر گواہ بنانے کے لیے جن کا انتخاب کیا ان میں سے علماء بھی ہیں، اس لئے ان کی بات قابلِ توجہ اور لائقِ التفات ہوتی ہیں، اور خاص کر جب ان علماء کا تعلق خیر القرون سے ہو تو اہمیت مزید دوبالا ہو جاتی ہے، اس لئے جن اقوال کو ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلے میں پیش کریں گے وہ یہ کہہ کر ردی کی ٹوکری میں نہ ڈالی جائے کہ علماء کی بات قرآن وحدیث کا درجہ نہیں رکھتی ہیں، یہ ان کی اپنی رائے ہو سکتی ہے، یاد رہے کہ ہر رائے رد نہیں کی جاتی، جو رائے قرآن وحدیث کے موافق ہو اسے تسلیم کیا جاتا ہے اور جو مخالف ہو اسے نہیں مانا جاتا۔

جب چودھویں صدی ہجری میں پیدا ہونے والے غیر عالم شخص کی غیر معتبر بات لوگوں کیلئے قابل قبول ہو سکتی ہے تو پھر صحابہ وتابعین کے زمانے میں پیدا ہونے والے محدثین وفقہاء کی بات قابلِ قبول کیوں نہیں ہو سکتی؟

---

(۱) البدایۃ والنہایۃ"(۸/۱۳۹)۔

(۲) البدایۃ والنہایۃ"(۸/۱۳۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ کہ خیر القرون کے علماء نے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد کے بزرگان دین کا زمانہ دیکھا ہے، اور اس صحابی جلیل کے ساتھ ان کا تعامل بھی دیکھا ہے، اور خود اس صحابی کو بھی دیکھا ہے یا ان کے بارے میں بہت قریب سے سنا ہے، تو پھر ان کی بات قابلِ تسلیم کیوں نہیں ہوسکتی؟ جبکہ سلف حق بات کہنے میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، نہ ہی انہیں منصب وکرسی کی حرص وہوس تھی، اور نہ ان کی نظر سرکاری امداد پر ہوتی تھی، اس لئے فہم سلف (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کو سلف کہتے ہیں) اسلام کو سمجھنے کیلئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سلف صالحین کی کیارائے ہے آیئے اب ہم وہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

عمر وعثمان رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہ شام کے حاکم رہے، اور ظاہر سی بات ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حاکم خود نہیں بنے تھے بلکہ مذکورہ دونوں خلیفہ نے اپنے اپنے زمانے میں انہیں شام کا گورنر بنایا تھا، دونوں خلیفہ راشد دور اندیش، بردبار، حکیم ودانا، اور عالم وفاضل تھے، چنانچہ ان کا انتخاب بھی علم وفضل اور سیاسی امور میں حسنِ تصرف کی بنیاد پر ہی ہوتا تھا، اب یہاں غور کا مقام ہے کہ دونوں خلیفہ راشد نے ان کو حاکم بنانے پر اتفاق کرلیا لیکن اس زمانے کے بعض منہ زور افراد انہیں صحابی بھی ماننے کو تیار نہیں، خلفائے راشدین کا معاویہ رضی اللہ عنہ پر بطور گورنر بھروسہ کرنا خلفاء راشدین کے نزدیک ان کے بلند مقام اور ان کی ثقاہت کو واضح کرتا ہے۔

۱-سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے فرمایا: جس کی موت اس حالت میں ہوئی ہو کہ وہ خلفائے راشدین سے محبت کرتا تھا، اور عشرہ مبشرہ بالجنہ پر یقین رکھتا تھا، اور معاویہ رضی اللہ عنہ کیلئے رحمت کی دعائیں کرتا تھا تو ممکن ہے کہ اللہ رب العالمین اس کا کوئی حساب وکتاب نہ کرے۔(۱)

۲-عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبد العزیز میں افضل کون ہیں؟ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دورانِ جنگ جو غبار معاویہ رضی اللہ عنہ کی ناک میں داخل ہوئی وہ عمر بن عبد العزیز سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔(۲)

---

(۱)

(۲)البدایہ والنہایہ ۱۳۰-۱۳۹.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳-جب مذکورہ بالا سوال معافی بن عمران رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو وہ غصہ ہوگئے اور فرمایا: تم نے صحابی کو تابعی کے برابر کیسے قرار دیا، کسی بھی تابعی کا ایک صحابی سے مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا، کیوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ نبی کے ساتھی ہیں، ان کے سسرالی رشتہ دار، اور کاتبِ وحی ہیں۔(۱)

۴-عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ ہمارے نزدیک محبتِ صحابہ کے پرکھنے کا معیار ہیں، چناں چہ جو معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہِ غلط اٹھاتا ہے، یا ان کے خلاف بغض وعداوت رکھتا ہے ہم اسے پورے صحابہ سے نفرت کرنے والا سمجھتے ہیں۔(۲)

یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات میں طعن پورے صحابہ کی ذات میں طعن کے مترادف ہے۔

۵-ربیع بن نافع الحلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے حجاب کی حیثیت رکھتے ہیں، چنانچہ جو حجاب سے چھیڑ خانی کرسکتا ہے وہ حجاب کے پیچھے چھپی اشیاء سے بدرجہ اولیٰ چھیڑ خانی کرسکتا ہے۔(۳)

۶-امام سجزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص عثمان، علی، عائشہ، معاویہ، عمرو بن العاص، اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں تنقیص کرتا ہے وہ خارجی اور گمراہ ہے۔(۴)

۷-ابراھیم بن میسرۃ کہتے ہیں کہ: میں نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو کبھی کسی انسان کی پٹائی کرتے نہیں دیکھا، ہاں اگر کوئی معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہتا یا ان کی شان میں گستاخی کرتا تو پھر اس پر کوڑے برساتے تھے۔(۵)

۸-امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو کچھ ہوا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ امام احمد نے جواب دیا کہ: میں ان کے بارے سوائے اچھی بات کے اور کچھ نہیں کہوں گا، ان سب پر اللہ رب العالمین اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔(۶)

---

(۱)البدایہ والنہایہ ۱۳۰-۱۳۹.

(۲)تاریخ دمشق لابن عساکر (۲۱۱/۵۹).

(۳)البدایہ والنہایہ ۱۳۰-۱۳۹.

(۴)رسالۃ السجزی ص (۲۱۸)۔

(۵)البدایہ والنہایہ ۱۳۰-۱۳۹.

(۶)السنۃ للخلال (۲/۴۶۰).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۹-ابوزرعۃ رازی رحمہ اللہ سے ایک آدمی نے کہا کہ میں معاویہ سے نفرت کرتا ہوں، تو ابوزرعۃ نے اس سے پوچھا کہ کیوں نفرت کرتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ: انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی اسی وجہ سے میں ان سے نفرت کرتا ہوں، ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ نے اس شخص سے کہا کہ: تو برباد ہو جائے، معاویہ رضی اللہ عنہ کا رب رحیم ہے، اور علي رضي اللہ عنہ جن سے انہوں نے قتال کیا وہ کریم الطبع اور شریف النفس ہیں، نیز ان دونوں سے اللہ راضی ہے، تو پھر تم کون ہوتے ہو ان دونوں کے درمیان دخل اندازی کرنے والے؟ (۱)

۱۰-امام نسائی رحمہ اللہ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

اسلام کی مثال ایک گھر کی طرح ہے جس کا ایک دروازہ ہے، اور وہ دروازہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں، چنانچہ جو صحابہ کو تکلیف دیتا ہے گویا کہ وہ اس گھر کو برباد کرنا چاہتا ہے، اور جو دروازہ پر دستک دیتا ہے در اصل وہ گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے (یعنی جو صحابہ پر لعن طعن کرتا ہے در اصل وہ اسلام پر طعن کرنا چاہتا ہے)، اور جو معاویہ رضی اللہ عنہ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا ہے حقیقت میں وہ پورے صحابہ کو مطعون کرنا چاہتا ہے۔ (۲)

علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو کچھ بھی ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا، جن کا اجتہاد صحیح ہے وہ دو اجر کے مستحق ہونگے، اور جو اپنے اجتہاد میں غلطی کر گئے وہ ایک اجر کے مستحق ہونگے۔

دوسری بات یہ کہ قدر و منزلت میں ان کا موازنہ ان کے بعد کے لوگوں سے کرنا بالکل خلافِ عدل و شریعت ہے، کیوں کہ:

اللہ ان سب سے راضی ہے۔

وہ سب کے سب قرآن کی شہادت کے مطابق جنتی ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص ان نفوسِ قدسیہ کے متعلق بدزبانی سے منع کیا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عادل ہیں، یعنی سب سچے اور ثقہ ہیں۔

اس لئے ان کے مابین ہونے والے آپسی اختلافات کو اسی نظر سے دیکھنا جیسے ہم اپنے درمیان کے اختلافات کو دیکھتے ہیں، نیز ان اختلافات کا محاکمہ اسی طرح کرنا جیسے ہم اپنے درمیان کے اختلافات کا کرتے ہیں کم علمی اور مزاجِ شریعت سے عدمِ واقفیت کا بین ثبوت ہے۔

---

(۱) البدایہ والنہایہ ۱۳۰-۱۳۹.

(۲) (تہذیب الکمال ۱/۳۳۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ کتاب وسنت کو سمجھنے میں ہم آزاد نہیں ہیں، بلکہ کتاب وسنت کے کسی بھی مسئلہ کو فہم سلف کے مطابق ہی سمجھنا نقطہ اتصال کی حیثیت رکھتا ہے جسے بروئے کار نہ لانا اسلام کی حقیقی تعلیم سے دوری اور ضلالت وگمراہی کی پگڈنڈیوں پر گامزن ہونے کا بنیادی سبب ہے۔

اگر کتاب وسنت کو سمجھنے کے لیے فہم سلف کی ضرورت نہیں ہوتی تو خوارج، معتزلہ، قدریہ، روافض، مرجئہ، جہمیہ اور دیگر تمام فرقِ باطلہ اپنے منہج اور استدلال واستنباط میں صحیح قرار پاتی، کیوں کہ یہ تمام فرقے اپنی کج روی اور باطل نظریات پر کتاب وسنت سے ہی استدلال کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہر کسی کی سمجھ سے کتاب وسنت کو نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ ہی ہر کسی کی سمجھ قابلِ اعتبار ہو سکتی۔

ایک اور بات کا جاننا بہت ہی ضروری ہے کہ کسی مسئلہ میں سلف کی خاموشی قطعا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ اس مسئلہ کا حل نہیں جانتے تھے، یا اس کو نہیں سمجھتے تھے، بلکہ خشیتِ الٰہی اور زہد وورع کا تقاضا ہی یہی تھا کہ اس مسئلہ میں خاموشی اختیار کی جائے، اور ان مسائل پر لب کشائی کی جائے جو امت کیلئے دنیوی واخروی زندگی کی سعادت کا سبب بنے۔

کیا معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی نہیں تھے؟

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط ورسائل تحریر کیا کرتے تھے، انہوں نے کبھی قرآن نہیں لکھا تو ہم انہیں کاتبِ وحی کیسے کہہ سکتے ہیں؟

محترم قارئین! در اصل معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا بعض لوگوں کو اچھا نہیں لگتا اس لئے اس جلیل القدر صحابی کے متعلق نت نئے شبہات وتلبیسات پیدا کرنا ان کا مشغلہ بن گیا ہے، سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کی تمام تر موشگافیاں روافض کا چبایا ہوا لقمہ ہے جس پر بعض نام نہاد مفکرین نے تحقیق کا غلاف چڑھا کر صحابہ کرام کے بارے میں امت کے متفق علیہ عقیدہ میں نقب زنی کی کوشش کی ہے۔

قارئین کرام! جن لوگوں کا اس بات پر ایمان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وعمل اور اقرار امت کیلئے حجت ہے اور وحی الٰہی کی ایک قسم ہے، جسے ہم حدیث کے نام سے بھی جانتے ہیں، وہ اس بات میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کریں گے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی ہیں، کیوں کہ یہ بات وحیِ الٰہی غیر متلو یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور سلف کے اقوال سے ثابت ہے۔

چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:" قال لي النبي صلى الله عليه وسلم: ((ادع لي معاوية))، وكان كاتبه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: "مجھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاویہ کو بلا لاؤ، آگے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ معاویہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔(۱)

اس حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے یا پھر عام کاتب تھے، لیکن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسری جگہ صحیح سند سے ان کے کاتبِ وحی ہونے کی صراحت آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں((وكان يكتب الوحي))۔(۲) ترجمہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبِ وحی تھے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مذکورہ لفظ کے ساتھ اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔(۳)

اب سلف صالحین کے بعض اقوال ملاحظہ فرمائیں:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے لکھا کرتے تھے۔(۴)

معافی بن عمران رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے اور وحی کے امین تھے۔(۵)

امام مدائنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبائلِ عرب کو جو خطوط ارسال کیا کرتے تھے اسے معاویہ رضی اللہ عنہ تحریر کیا کرتے تھے۔(۶)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب اور وحی کے امین تھے۔(۷)

---

(۱) یہ حسن درجہ کی حدیث ہے، مسند احمد (۵/۲۱۷/۳۱۰۴).

(۲) دلائل النبوۃ للبیھقی (۶/۲۴۳).

(۳) تاریخ الإسلام (۴/۳۰۹)۔

(۴) السیر للذھبی (۱۲۳/۳)۔

(۵) الشریعۃ للآجري (۵/۲۴۶۷)۔

(۶) الاصابہ فی تمییز الصحابہ (۶/۱۲۱).

(۷) الشریعۃ للآجري (۲۴۶۶/۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبین وحی میں سے تھے۔[۱]

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو وحی الٰہی پر امین بنایا تھا۔۔۔۔[۲]

ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کاتب وحی ہیں۔[۳]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ کاتبین وحی میں سے تھے، جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کتابتِ وحی کی امانت سونپی تھی ویسے ہی معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی کاتبِ وحی بنایا تھا۔[۴]

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: معاویہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وحی الٰہی کی کتابت پر مامور تھے۔[۵]

یہاں پر صرف انہی علماء کرام کے اقوال پر اکتفا کیا گیا ہے جو موافقین و مخالفین کے محققین کے نزدیک یکساں طور پر بحرِ علم و معرفت کے غواص کے طور پر متعارف ہیں، نیز ہر مسئلہ میں تحری وتثبت اور عدل وانصاف کے تقاضے کو ہمیشہ مطمح نظر رکھتے ہیں۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے بعد تو قرآن نازل ہی نہیں ہوا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کون سی وحی لکھی؟

در حقیقت یہ اعتراض بھی روافض کی کوکھ سے نکلا ہے جو کہ جہل مرکب پر مبنی ہے، کیوں کہ قرآن مجید تو حجۃ الوداع کے بعد تک نازل ہوتا رہا، حجِ وداع اور فتح مکہ کے درمیان تقریبا دو سال کا فاصلہ ہے، اور معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل ہی اسلام لے آئے تھے، اور بعض روایت کے مطابق فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے تھے۔[۶]

---

(۱) الاستيعاب في معرفة الأصحاب (۳/۱۴۱۶).

(۲) الجامع لأحكام القرآن، لِلإمام القرطبي (۸/۱۸۱)۔

(۳) لمعة الإعتقاد (۱/۳۱).

(۴) منهاج السنة (۷/۴۰).

(۵) البداية والنهاية (۸/۱۲۷).

(۶) تاریخ بغداد (۱/۲۲۲).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن "اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي...... الآية"، نازل ہوئی[1]، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے فتح مکہ کے بعد تشریف لے گئے تھے، جو کہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ قرآن مجید کا نزول فتح مکہ کے دو سال بعد تک ہوتا رہا۔ اور سورہ مائدہ اور سورۃ توبہ بھی فتح مکہ کے بعد ہی نازل ہوئی۔[2]

کیا "تقتله الفئة الباغية" سے مراد کاتب وحی معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں؟

قارئین کرام: جو بھی اس حدیث کو معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ میں طعن کا ذریعہ بناتا ہے یا تو وہ خارجی ہے یا پھر رافضی ہے، یا پھر ان دونوں میں سے کسی ایک سے متاثر ہے.

سب سے پہلی بات تو یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے مابین جو بھی اختلافات ہوئے اور جو جنگیں ہوئیں اس سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل طور پر خاموشی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، ((إذا ذُكر أصحابي فأمسكوا))۔[3]

مفہوم حدیث: جب میرے صحابي کے مابین ہونے والے اختلافات اور قتال کا ذکر کیا جائے تو بالکل خاموش رہو.

اس لئے "تقتله الفئة الباغية" سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطعون کرنے کیلئے استعمال کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے، نیز اس ریڈ لائن کو پار کرنا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے.

دوسری بات یہ کہ "تقتلہ الفئۃ الباغیۃ" والی حدیث وحی الہی ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جانب سے کچھ فرمایا کرتے تھے، جو فرماتے تھے وہ وحی الہی ہوتی تھی، اور اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے قبل بیان فرمایا تھا، بلکہ ہجرتِ مدینہ کے بالکل ابتدائی دنوں کی بات ہے جب مسجد نبوی کی تعمیر چل رہی تھی، اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اس حدیث کا مصداق معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں تھے، اور اگر اس حدیث سے مراد بالخصوص معاویہ رضی اللہ عنہ ہوتے تو ان کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کرتے.

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۵.

(۲) "التسهيل" لابن جزي: (۱/۲۱۹)، "التحرير والتنوير" لابن عاشور (۱۰/۱۵۴).

(۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز یہ کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اسلام قبول کرنے کے لئے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا، انہیں شرف صحبت بھی بخشا، اور انہیں کتابت وحی پر مامور بھی کیا، اگر معاویہ رضی اللہ عنہ اتنے ہی برے تھے جیسا کہ بعض کم اور کج فہم اور روافض سے متاثرین افراد کا کہنا ہے، تو پھر سوال یہ ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کلمہ کیوں پڑھایا، صحابہ کی صف میں انہیں کیوں داخل کیا، اور انہیں کتابت وحی کی ذمہ داری کیوں عطا کی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک حدیث کا مفہوم جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ سکتے تھے کسی کی کیا مجال کہ اس سمجھ کو پہنچ سکے، کیوں کہ وہ خود صاحب وحیین ہیں، اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا نام لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو یہ تنبیہ نہیں کر رہے ہیں کہ جب علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جنگ ہو تو تم علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینا، معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ مت دینا کیوں کہ وہ باغی ہو گا!!!

مطلب صاف ہے کہ کچھ لوگ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سمجھ پر اپنی سمجھ کو فوقیت دینے لگے ہیں اور ان سوچ پر اپنی سوچ کو مقدم کرنے لگے ہیں، اور نبی کی بات کا وہ مطلب نکالنے لگے ہیں جو نہ کسی صحابہ نے سمجھا اور نہ ہی امت کے دیگر علماء و محدثین نے!!!!

قارئین کرام: آپ خود سوچیں کہ جس نبی نے اس حدیث کو بیان فرمایا اگر اس کا مصداق معاویہ رضی اللہ عنہ ہوتے تو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو وہ موجود تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر اس امر کی وضاحت صحابہ کرام کے مابین کیوں نہیں کی؟

اور آپ سب کو پتہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت ہر اس چیز سے باخبر کر دیا جس میں امت کا نقصان اور گھاٹا تھا، اگر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی اور کاتب وحی ماننے میں اس امت کا گھاٹا ہوتا تو یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے نہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھاتے، اور نہ ہی انہیں شرفِ صحبت سے باریاب کرتے، اور نہ انہیں کاتب وحی کے عہدہ پر فائز کرتے۔

قارئین کرام: اب آئیں اور امیر المؤمنین عمر بن خطاب اور امیر المؤمنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے تعامل کو دیکھیں، ان دونوں حضرات صحابہ نے اپنے اپنے دورِ خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو اسلامی حکومت کے ایک بڑے خطے کی گورنری سونپی اور مسلمانوں کا ذمہ دار بنایا، نیز دونوں خلیفہ راشد کے دور میں موجود تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ان دونوں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہما کے اس فیصلہ سے رضامندی بھی ظاہر کی، مطلب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا معاویہ رضی اللہ عنہ کے صحابی ہونے پر اجماع تھا، نیز دونوں خلیفہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راشد اور دیگر تمام صحابہ کرام کے نزدیک وہ ثقہ اور با اعتماد شخص تھے، کیوں کہ اگر ان کے اندر اتنی کمی ہوتی یا وہ اتنے برے ہوتے جتنا کہ آج کل کے مفکرین انہیں برا بنانے میں لگے ہیں تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ان کی فضیلت اور صحابی ہونے پر اتفاق کیسے کر لیتے؟

قارئین کرام: یہ بھی قابل غور بات ہے کہ وہ تمام حدیثیں جن کا ذکر آج کل روافض سے متاثرین افراد کرتے ہیں اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہدف تنقید بناتے ہیں کیا ایک بھی صحابی ایسے نہیں تھے جنہیں ان احادیث کی روشنی میں معاویہ رضی اللہ کے اندر وہی خرابی نظر آئی جو آج کل روافض کے نمائندوں کو نظر آرہی ہے؟

ہے نا عجیب بات کہ نبی کے شاگردوں کو نبی کی بات اس طرح سمجھ میں نہیں آئی جیسا کہ روافض کے شاگردوں کو سمجھ آرہی ہے؟؟

اب چلئے اس جنگ کی طرف جو علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین ہوئی تھی دیکھتے اس جنگ میں شرکاء کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی کیا رائے تھی؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ((ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ)).(۱)

میرا یہ بیٹا سید ہے، اور اللہ رب العالمین اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کی دو جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا.

اس حدیث میں چند قابل غور مندرجہ ذیل پہلو ہیں:

۱- یہ حدیث اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حسن اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح جنگ صفین کے بعد ہوئی تھی.

۲- جنگ صفین کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معاویہ رضی اللہ عنہ کو مسلمان قرار دے رہے ہیں، کیوں کہ جن دو مسلمان جماعتوں کے مابین صلح کا ذکر حدیث میں آیا ہے ان میں سے ایک کے سردار حسن رضی اللہ عنہ تھے جب کہ دوسرے کے سردار معاویہ رضی اللہ عنہ تھے.

۳- حسن رضی اللہ عنہ نے بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کو جنگ صفین کے بعد مسلمان سمجھا، بلکہ انہیں مسلمانوں کیلئے بطور حاکم خود سے بہتر سمجھا، اور انہیں زمام حکومت سونپ دی، اگر معاویہ رضی اللہ عنہ اتنے ہی برے ہوتے جیسا کہ بعض بلڈنگ بنانے والے یا مشین ٹھیک کرنے والے انجینئر کے نزدیک ہیں تو پھر سیدنا حسن رضی اللہ

---

(۱) الطبراني في "الكبير" (۲/۹۶).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنہ نے ان سے صلح کیوں کی؟ نیز بقول بعض رافضیوں کے معاونین سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ایک باغی کا ساتھ کیسے دیا؟

۴-اور اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جنگ صفین کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں موجود تمام صحابہ کرام معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی سمجھتے تھے، نیز انہیں مسلمانوں کی خلافت کا اہل سمجھتے تھے، اس لئے تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی.

محترم قارئین: آیئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ عمار رضی اللہ عنہ جن کے قتل کی بنیاد پر معاویہ رضی اللہ ہو باغی کہا جاتا ان کی معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے تھی؟

زیاد بن الحارث کہتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں عمار رضی اللہ عنہ کے پہلو میں تھا، بلکہ میں ان کے اتنا قریب تھا کہ میرا گھٹنہ ان کے گھٹنے کو چھو رہا تھا، اسی اثناء میں ایک شخص نے کہا کہ شام والے کافر ہیں، تو عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: انہیں کافر نہ کہو، کیوں کہ ہمارے اور ان کے نبی ایک ہیں، ہمارا اور ان کا قبلہ بھی ایک ہے، البتہ وہ لوگ حق پر نہیں ہیں، اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ انہیں حق پر لایا جائے چاہے اس کی کوئی بھی صورت ہو۔(۱)

قارئین کرام: جن سے جنگ کرنے کی وجہ سے معاویہ رضی اللہ کو مطعون کیا جاتا ہے یعنی امیر المؤمنین خلیفہ راشد علی رضی اللہ عنہ آئے جانتے ہیں کہ ان کی رائے اس جنگ کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے کیا تھی؟

مکحول فرماتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ سے معاویہ رضی اللہ کے ان ساتھیوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو اس جنگ میں مارے گئے تھے کہ وہ کافر ہیں یا مؤمن؟ تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ لوگ مؤمن ہیں۔(۲)

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نص صریح نہیں ہے، بلکہ اس سے مراد وہ گروہ جس نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ان کے قتل سے راضی تھا، اور رہی بات معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی تو انہوں نے نے عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کی سخت نکیر کی اور اسے بہت ناپسند کیا.(۳)

---

(۱) البخاري (۳۷۴۶).

(۲) ابن أبي شيبة (۳۷۸۴۱).

(۳) مجموع الفتاوی" (۳۵/۷۷).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محترم قارئین: خلاصہ کلام یہ ان نفوس قدسیہ کے تعلق سے ہم اپنے دل اور اپنی زبان کو صاف رکھیں جن کی پاکیزگی کی رب العالمین اور سید المرسلین، اور اخیار الناس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے گواہی دی ہے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بالخصوص صحابہ کرام کے مابین ہونے والے اختلافات کے متعلق مکمل خاموشی کا حکم دیا ہے۔

اب جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پرواہ نہ ہو، اور ان کے حکم کی کچھ بھی اہمیت اس کے نزدیک نہ ہو، تو پھر وہ جو چاہے کرے، کل بروز قیامت رب کی عدالت ہوگی، اللہ کے سب سے پسندیدہ لوگ رب کی بارگاہ میں ہوں گے، اور ان کی وکالت کیلئے خاتم النبیین ہوں گے، جبکہ دوسری طرف وہ ہوں گے جو اللہ، اس کے رسول اور بعض صحابہ کرام کے خلاف دلیلیں پیش کر رہے ہوں گے، اب آپ کے اوپر منحصر ہے کہ آپ ان سے راضی ہوتے ہیں جن سے رب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوئے، یا پھر روافض اور بلڈنگ اور مشین بنانے والے انجینئر سے متاثر ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی گواہی اور تزکیہ پر انگشت نمائی کرتے ہیں!!!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کا شرعی و تاریخی جائزہ

حافظ علیم الدین یوسف
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

طعن کا مطلب ہے: کسی کا ذکر شر کرنا، انہیں عیب دار ٹھہرانا اور ان کے پیٹھ پیچھے دوسروں کے سامنے ان کی برائی بیان کرنا۔

لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر شر، ان کی عیب جوئی اور محفلوں میں ان کی برائی بیان کرنا یا کتابوں میں ان کے تعلق سے نامناسب جملے استعمال کرنا **طعن صحابہ** کو مستلزم ہے۔

عقیدہ حب صحابہ کی تاریخ:

صحابہ کرام کے تعلق سے دو مختلف عقائد و نظریات پائے جاتے ہیں، ایک وہ عقیدہ ہے جسے قرآن نے بیان کیا ہے اور جس کی تعلیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو دی ہے، جس میں صحابہ کرام سے محبت، ان کی مدح وثنا، ان کی خوبیوں کا تذکرہ، دین اسلام کے تئیں ان کی خوبیوں کا ذکر اور ان کے تعلق سے کوئی حرف غلط استعمال کرنے اور اختلاف رائے کی بنیاد پر ان کے درمیان ہونے والے اختلاف پر کف اللسان کی تعلیم ہے۔ جبکہ دوسرا نظریہ وہ ہے جو منحرف اور گمراہ فرقوں کے یہاں پایا جاتا ہے، جس کی تاریخ صحابہ کرام پر دشنام طرازی، لعن طعن، سب وشتم اور ان کی تفسیق وتکفیر سے بھری پڑی ہے، جو یقینی طور پر کتاب وسنت کے مخالف امر ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن کی ابتدا:

علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب "الشیعہ والسنہ" میں لکھتے ہیں: نوبختی نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے جس نے صحابہ کرام پر طعن کی ابتدا کی وہ عبد اللہ بن سبا تھا، اسی نے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کے سلسلے میں یاوہ گوئی کی۔ (الشیعہ والسنہ: ۳۲)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ پر طعن و تشنیع کی تاریخ:

صحابہ کرام کے تعلق سے سب سے زیادہ طعن و تشنیع شیعوں نے کی ہے، اس قبیح عمل کو انہوں نے اس کے موجد عبد اللہ بن سبا سے لیا تھا، جس نے مذہب شیعہ کی بنیاد رکھی تھی۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کی اکثریت فاسق اور گمراہ ہے۔[1] (نعوذ باللہ)۔

ان کے نزدیک ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ابلیس سے بھی زیادہ بڑے کافر ہیں (نعوذ باللہ)، ان کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جہنم کے گڑھے میں ہیں، یہ قرآن کی مخالفت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر آج بھی بہتان تراشی کرتے ہیں۔

شیعہ حضرات نے دو مسائل کو بنیاد بنا کر صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کا بازار گرم کیا، جن میں سے ایک خلافت کا مسالہ تھا جب کہ دوسرا حب اہل بیت کا، ان کے عقیدے کے مطابق خلافت حضرت علی رضی اللہ کا حق تھا جسے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے غصب کر لیا۔ (نعوذ باللہ)۔ جب کہ حب اہل بیت کی آڑ میں انہوں بد عقیدگی اور غلو کی تمام حدیں پار کر دیں۔

جبکہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت نصوص اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اور حب اہل بیت کا جو مفہوم یہ حضرات بیان کرتے ہیں اس سے توحید اور شرک کے درمیان فرق ختم ہو جاتا ہے۔

دوسرے نمبر پر خوارج ہیں، جنھوں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت کو تسلیم کیا، البتہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (خوارج کی اکثریت حضرت عثمان، حضرت علی اور ان سے محبت رکھنے والوں کو کافر مانتی ہے۔[2]

امام رازی رحمہ اللہ نے خوارج کے صحابہ کرام پر طعن کے اسباب ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "خوارج نے صحابہ کرام پر طعن کے لئے کئی ایک وجوہات کو بنیاد بنایا:

۱۔ صحابہ کرام کا خبر واحد کو قبول کرنا۔

((۱))(المجلسي، محمد باقر المجلسي (۱۱۱۱ھ)، بحار الأنوار الجامعة لدرر اخبار الأئمة الاطھار، ط۲، م۵۲، مؤسسة الوفاء، بيروت، ۱۴۰۳ھ، ج۸، ص۸).

((۲))ابن تیمیة، مجموع الفتاوی، ج۱۳، ص۳۵.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واضح ہو کہ خبر واحد کو خود نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے قبول کیا ہے، لہذا اس چیز کو صحابہ کرام کے خلاف طعن و تشنیع کی دلیل بنانا ایمان کی کمی اور عقل کے فساد کی دلیل ہے۔

۲۔ صحابہ کرام ان کے اس تراشیدہ اصول کے مخالف تھے: "حدیث کو قرآن پر پیش کرو، اگر قرآن کے موافق ہو تو قابل عمل ہے اور اگر نہیں تو غیر مقبول ہے"۔

واضح ہو کہ اس قسم کے اصول نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر طعن کو مستلزم ہے، جس کا مقتضی یہ ہے کہ نعوذ باللہ نبی اکرم ﷺ سے قرآن کے مخالف احکام صادر ہونے کا امکان ہے۔ جبکہ حدیث رسول کے بارے میں اللہ رب العالمین کا فرمان ہے: اور وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے، جو کہتے ہیں وہ وحی الہی کی بنیاد پر کہتے ہیں۔

۳۔ بعض غیر ثابت شدہ واقعات کو بنیاد بنا کر خوارج کہتے ہیں کہ: صحابہ کرام آپس میں خود ایک دوسرے کو برا بھلا کہا کرتے تھے، لہذا ہمارے لئے بھی ایسا کرنا جائز ہے۔

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمام واقعات غیر ثابت شدہ ہیں یا معمولی تکرار ہے جو سب و شتم کے دائرے میں نہیں آتا، لہذا ان سے استدلال کرنا سوء قصد اور دل کے فساد کی علامت ہے۔[1]

اس باب میں تیسرا منحرف گروہ معتزلہ کا ہے، جن کے نزدیک حضرت عائشہ، حضرت علی اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم جیسے کبار صحابہ فاسق ہیں اور ان کی شہادت غیر مقبول ہے۔[2] (نعوذ باللہ)۔

انہوں نے طعن صحابہ کو جواز فراہم کرنے کی یہ دلیل دی کہ خود صحابہ کرام نے ایک دوسرے پر طعن کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ایک دوسرے پر کبھی کوئی طعن نہیں کیا، اور ایسی تمام روایات جنہیں معتزلہ پیش کرتے ہیں وہ دلیل کی توضیح و تبیین کے باب سے متعلق ہیں، جرح و تعدیل کے باب سے نہیں۔

ایک اور گروہ ہے جس نے اہل بیت اور علی وجہ الخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے طعن کا نشانہ بنایا، انہیں نواصب کے نام سے جانا جاتا ہے۔ چنانچہ ان کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) خوارج میں سے

((۱)) المحصول للرازی: (۴/۳۳۶-۳۵۰)۔

((۲)) الشہرستانی، الملل والنحل، ص ۴۳.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ یہ فرقہ بھی گمراہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:"من أحب عليا فقد أحبني، ومن أحبني فقد أحب الله، ومن أبغض عليا فقد أبغضني، ومن أبغضني فقد أبغض الله"۔(۱)

یہاں یہ تنبیہ نہایت ضروری ہے کہ بعض حضرات اہل سنت پر ناصبیت کی تہمت دھرتے ہیں، جبکہ اہل سنت کا عقیدہ اہل بیت اور حضرت علی رضی اللہ عنہ صحابہ میں سے ہیں، ان کا احترام واجب ہے اور ان کے سلسلے میں کوئی نامناسب لفظ استعمال کرنا جائز نہیں، نیز جو شخص اہل بیت پر کلام کرتا ہے یا حضرت علی رضی اللہ کو خوارج میں سے مانتا ہے ایسا شخص گمراہ ہے۔

در اصل تہمت لگانے والے یہ چاہتے ہیں کہ اہل سنت بھی وہی عقیدہ رکھیں جو ان کا ہے، یعنی غلو آمیز عقائد، جن کا کتاب وسنت کے دلائل سے کوئی واسطہ نہ ہو۔

عصر حاضر میں صحابہ پر طعن کرنے والے:

عیسائی مستشرقین، ملحدین اور تجدید کے دعوے دار لبرلز نے بھی صحابہ پر طعن کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا، چنانچہ انہوں نے صحابہ کرام کی عدالت وثقاہت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا، بلکہ علمی تحقیق کے نام پر صحابہ کرام کو جرح وتعدیل کے قواعد پر تولنے لگے۔

تف ہے ایسی عقل پر جسے قرآن کا فیصلہ ناکافی لگے، قرآن نے "رضی اللہ عنہم ورضوعنہ" اور "وکلا وعد اللہ الحسنی" کا مژدہ سنا کر صحابہ کرام ایسی توثیق کی کہ رہتی دنیا تک ان آیات کی تلاوت کی جاتی رہے گی۔

اپنے اس باطل دعوے کو سند فراہم کرنے کے لئے انہوں نے یہ دلیل دی کہ صحابہ کرام آپس میں ایک دوسرے پر تنقید کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو غلط ٹھہرایا کرتے تھے۔

واضح ہو کہ یہ وہی اعتراض ہے جسے معتزلہ نے دلیل بنایا تھا اور جس کا جواب گزر چکا۔

برصغیر میں خصوصا جن لوگوں نے صحابہ پر طعن وتشنیع کا باب کھولا ہے ان میں مولانا مودودی کا نام سرفہرست ہے، ان کی کتاب "خلافت وملوکیت" آج بھی لوگوں کو سب صحابہ کی تعلیم دیتی ہے، اور آج بھی اس کے زہر کا شکار ہو کر بہت سارے نوجوان بغض صحابہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مولانا صاحب نے کتاب میں عدالت صحابہ پر انگلی اٹھائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تعصب کا الزام دھرا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عمل کو "ٹھیٹ

---

(۱)(طب)ج۲۳/ص۳۸۰ح۹۰۱،(ک)۴۶۴۸،انظر الصحیحۃ:۱۲۹۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاہلیت" سے تعبیر کیا، مذکورہ دونوں صحابی پر ان ان امور کو بنیاد بنا کر اعتراض کیا جنہیں ان سے قبل کے شیعہ نے بنیاد بنا کر ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کلام کیا تھا۔

کتاب کا مختصر تجزیہ: پوری کتاب کی بنیاد "خلافت اور ملوکیت" کی خود ساختہ تعریف خود تراشیدہ تفریق پر ہے، کتاب کا بنیادی مقصد خلافت کی مطلقاً تحسین اور ملوکیت کی بالکلیہ مذمت کے اثبات کی کوشش ہے، اپنی اس تعریف و تفریق اور تحسین و تقبیح کو سندی حیثیت فراہم کرنے کے لئے مولانا صاحب نے چند ایک امور کا سہارا لیا ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عدالت صحابہ کے مبحث میں اہل سنت والجماعت پر بہتان باندھنا کہ وہ صحابہ کرام کی عصمت کے قائل ہیں۔ نیز اس باب میں خلط مبحث کے باعث متضاد گفتگو کرنا۔

۲۔ غیر ثابت شدہ اور باطل روایات سے استدلال۔

۳۔ ان باطل روایات کے بیان میں اپنی جانب سے حذف واضافہ۔

۴۔ مذکورہ دونوں امور پر اپنے تجزیہ کی بنیاد رکھ کر غلط نتیجہ اخذ کرنا۔

۵۔ روایات میں موجود تمام پہلوؤں سے تہی دامنی کرتے ہوئے صرف اپنے نظریے کا تائیدی پہلو ذکر کرنا، جبکہ اگر تمام پہلو ذکر کر دئے جاتے تو ان کے نظریے کے ابطال کے لئے ان کا مکمل بیان ہی کافی ہوتا۔

۶۔ اپنے نظریے کی تردید میں وارد احادیث، نبی اکرم ﷺ اور خلفاے راشدین میں سے بالخصوص ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے عمل سے اغماض نظر برتنا۔

۷۔ بالخصوص حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما پر کلام کرتے ہوئے عہد نبوی اور عہد شیخین (ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما) میں موجود اس کی ان مثالوں کو چھپا لینا جن کے بیان سے حضرت عثمان اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کا عمل درست قرار پاتا ہے۔

۸۔ اپنے اصول کی تطبیق اور تجزیہ میں غیر منصفانہ رویہ اختیار کرتے ہوئے بعض کو انہی خود ساختہ اصولوں کی بنا پر مطعون قرار دینا اور بعض کے لئے عذر تلاش کرنا۔

علی مرزا جہلمی کا صحابہ کرام سے متعلق عقیدہ:

حالیہ دنوں میں بغض صحابہ کا علم مشہور منحرف علی مرزا جہلمی نے اٹھا رکھا ہے۔ اس کے دعوے کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ کا خلیفہ منتخب ہونا بہت بڑی غلطی تھی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر کلام کرنا روافض کا خاصہ ہے جس کا بیان گزر چکا ہے، لہذا جہلمی کی جانب سے اس قسم کی ہفوات کا صدور اس کے رافضی الذہن ہونے کی واضح دلیل ہے۔ نیز اس قسم کا قبیح کلام صرف اور صرف خالص رافضی سے ہی صادر ہو سکتا ہے، کیوں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب تمام صحابہ کرام کے اتفاق سے عمل میں آیا تھا، لہذا یہ کہنا کہ "آپ کا انتخاب ایک بہت بڑی غلطی تھی" صحابہ کی پوری جماعت کو مطعون قرار دینا ہے، نیز اس جملے کے ذریعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی توہین لازم آتی ہے، کیوں کہ اس انتخاب کی ابتدا انہوں نے ہی کی تھی۔ اس جملے سے ان احادیث کا استخفاف بھی لازم آتا ہے جن میں ابو بکر رضی اللہ کی خلافت کی طرف واضح اشارہ موجود ہے۔ ذیل میں چند احادیث ملاحظہ ہو:

عن جبير بن مطعم – رضي الله عنه – قال: أتت امرأة النبي – صلى الله عليه وسلم – فكلمته في شيء، "فأمرها أن ترجع إليه"، فقالت: أرأيت إن جئت ولم أجدك؟ –كأنها تعني الموت– فقال لها رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: "إن لم تجديني فأتي أبا بكر"۔ (۱)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ وہ پھر آئے۔ اس نے عرض کیا: اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں، اس کی مراد آپ کی وفات تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلی جانا۔"

ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فِي مَرَضِهِ " ادْعِي لِي أَبَا بَكْرٍ، أَبَاكِ، وَأَخَاكِ، حَتَّى أَكْتُبَ كِتَابًا، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَتَمَنَّى مُتَمَنٍّ وَيَقُولُ قَائِلٌ: أَنَا أَوْلَى، وَيَأْبَى اللهُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ"۔ (۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے (آخری) مرض کے دوران میں مجھ سے فرمایا: "اپنے والد ابو بکر اور اپنے بھائی کو میرے پاس بلاؤ تا کہ میں ایک تحریر لکھ دوں، مجھے یہ خوف ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرے گا اور کہنے والا کہے گا: میں زیادہ حقدار ہوں جبکہ اللہ بھی ابو بکر کے سوا (کسی اور کی جانشینی) سے انکار فرماتا ہے اور مومن بھی۔"

---

(۱) صحیح البخاری:۳۶۵۹۔
(۲) صحیح مسلم:۲۳۸۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک تیسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: عن عائشة – رضي الله عنها – قالت: " لما ثقل رسول الله ؟ قال لعبد الرحمن بن أبي بكر: "ائتني بكتف أو لوح حتى أكتب لأبي بكر كتابا لا يختلف عليه"، فلما ذهب عبد الرحمن ليقوم قال: " أبى الله والمؤمنون أن يختلف عليك يا أبا بكر "۔ (۱)

علی مرزا جہلمی کا دعوی ہے کہ: "اسلام کی اصل سیاسی روح کے مطابق خلافت صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ہے"۔

واضح ہو کہ یہ وہی عقیدہ جس کی بنیاد پر روافض نے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو-نعوذ باللہ- ظالم گردانا، اور ان پر لعن طعن کرنے کو دین قرار دیا۔

اس کی ہفوات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "صحابہ کرام باہمی مشاجرات میں روافض سے بھی بڑے مجرم ہیں"۔

ہمارا سوال ہے کہ: کس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کردار پر انگلی اٹھائی؟ کس نے ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کو کافر کہا؟ کس نے صحابہ کی اکثریت کو فاسق کہا؟ بلا شک وشبہ روافض نے۔ پھر بتائیں کہ صحابہ کو بڑا مجرم کہنے والا مومنین کی صف میں کھڑا کئے جانے کے قابل ہے؟

جہلمی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کے باب میں رذالت کی انتہا کر دی، جتنی صحیح اور ثابت روایات تھیں انہیں پس پشت ڈال کر تمام تر ضعیف، موضوع، شیعی راویوں کی روایت کردہ بے بنیاد باتوں سے استدلال کیا، اہل بدعت کے راستے پر چلتے ہوئے باطل تاویلات کا خوب سہارا لیا اور شان صحابیت میں جس قدر تنقیص ممکن ہو سکی، اس نے کیا۔

صحابہ پر طعن کا اصل مقصد:

صحابہ پر طعن مقصود بالذات نہیں ہے، بلکہ اس کے ذریعہ اسلام کو بے بنیاد ٹھہرانا ہے۔ چنانچہ امام ابو زرعہ الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (إذا رأيت الرجل ينتقص أحداً من أصحاب رسول الله – صلى الله عليه وسلم – فاعلم أنه زنديق، وذلك أن الرسول – صلى الله عليه وسلم – عندنا حق، والقرآن حق، وإنما أدي إلينا هذا القرآن، والسنن: أصحاب رسول الله – صلى الله عليه وسلم – وإنما يريدون أن يجرحوا شهودنا، ليبطلوا الكتاب والسنة، والجرح بهم أولى وهم زنادقة)۔ (۲)

---

(۱) مسند احمد:۲۴۲۴۵، صحیح الجامع:۲۴، الصحیحۃ:۶۹۰۔

((۲)) الکفایۃ في علم الروایۃ للخطیب البغدادي: (ص:۴۹)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوجوانوں کو ایک اہم نصیحت:

یاد رکھیں! صحابہ کی جماعت وہ جماعت ہے جنہیں اللہ رب العالمین نے قرآن میں خیر امت کے لقب سے ملقب کیا اور نبی اکرم ﷺ نے حدیث میں انہیں لوگوں میں سب سے بہترین جماعت قرار دیا جبکہ صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام کی جماعت وہ جماعت ہے جن کے دل کی صفائی اور پاکیزگی کو دیکھتے ہوئے انہیں نبی اکرم ﷺ کی صحبت کے لئے چنا۔

کیا کوئی صاحب ایمان ایسی برگزیدہ جماعت کے تعلق کوئی نامناسب جملہ استعمال کرنے کی جسارت کر سکتا ہے؟ واللہ ایسی جسارت صرف وہی کر سکتا ہے جس کا شر وفساد کا مجموعہ بن چکا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام کے متعلق سلف صالحین کا عقیدہ

عبد اللہ عبد الرشید سلفی
فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

یقینا یہ اللہ تعالی کا فضل و احسان ہے کہ اس نے اس امت کی رشد و ہدایت کے لیے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے بحسن و بخوبی فریضہ رسالت انجام دیا اور رب العالمین کا پیغام شریعت اسلامیہ کی شکل میں امت تک پہنچا دیا۔ نیز یہ بھی اسی کا فضل ہے کہ خود اس نے اپنے اس دین کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا اور ارشاد فرمایا:

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون. کہ ہم ہی نے اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

پھر اس دین کو بحفاظت امت تک منتقل کرنے کے لیے اس نے چند مبارک ہستیوں کو اپنے نبی کا وزیر منتخب کیا جنہیں ہم اصحاب رسول اللہ ﷺ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالی نے تمام بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد ﷺ کے دل کو سب سے بہتر پایا، پس انہیں اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث کیا۔ پھر آپ ﷺ کے دل کے علاوہ بقیہ بندوں کے دلوں کو دیکھا تو صحابہ کرام کے دلوں کو سب سے بہتر پایا، چنانچہ انہیں اپنے نبی کا وزیر منتخب کیا جو اس کے دین کے لئے جہاد کرتے ہیں۔[۱]

گویا یہی وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جن کے ذریعے یہ دین ہم تک پہنچ پایا ہے۔ لہذا اگر ان بزرگ ہستیوں کے متعلق ہمارا عقیدہ بگڑا رہا تو دین واسلام سب غارت ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین اپنے بچوں کو خوب اہتمام کے ساتھ صحابہ کرام سے محبت کرنا سکھاتے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سلف صالحین اپنے بچوں کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا ایسے سکھاتے تھے جیسے انہیں قرآن کی سورتیں سکھاتے تھے۔[۲]

لہذا بہت ضروری ہے کہ ہم بھی صحابہ کرام کے مقام سے آگاہی حاصل کریں اور ان پاکیزہ ہستیوں کے متعلق درست عقیدے سے اپنے دلوں کو معمور کریں، ورنہ اگر باطل عقائد و نظریات نے ہمارے دلوں میں گھر کر لیا تو دونوں جہان میں نامرادی مقدر ہو گی!

---

(۱) (مسند احمد: ۳۶۰۰- حسن موقوف)

(۲) (شرح اصول اعتقاد اہل السنة للالکائی: ۲۳۲۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور چونکہ ہم سلف صالحین کے راستے کی اتباع کرنے والے اور انہی کے عقیدے پر چلنے والے ہیں اس لیے آیئے دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کے متعلق سلف صالحین کا کیا عقیدہ تھا۔

پہلا عقیدہ: تمام صحابہ کرام عدول اور دین میں قابل اعتبار ہیں۔

امت کے گمراہ فرقوں میں روافض اور خوارج ایسے گمراہ فرقے ہیں جنہوں نے عدالت صحابہ کو نشانہ بنایا اور جزوی یا کلی طور پر صحابہ کرام کو ناقابل اعتبار قرار دینے کی سعی نامشکور کی۔ جبکہ اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین کا یہ عقیدہ ہے کہ تمام کے تمام صحابہ کرام دین میں قابل اعتبار ہے اور ان کی گواہیاں اور ان سے نقل شدہ دین اسلام سب کا سب حجت ہے۔

اللہ تبارک و تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَٱلسَّٰبِقُونَ ٱلْأَوَّلُونَ مِنَ ٱلْمُهَٰجِرِينَ وَٱلْأَنصَارِ وَٱلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُم بِإِحْسَٰنٍ رَّضِىَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا۟ عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّٰتٍ تَجْرِى تَحْتَهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ ٱلْفَوْزُ ٱلْعَظِيمُ﴾ (۱)

ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جن سے خود اللہ تبارک و تعالی اپنی رضامندی کا اظہار و اعلان کرے بھلا ان سے زیادہ کون قابل اعتبار ہو سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے لاکھوں صحابہ کے مجمع میں ارشاد فرمایا تھا: ألا لیبلغ الشاهد الغائب کہ سن لو تم میں جو حاضر ہے وہ غائب لوگوں تک ان باتوں کو پہنچا دے۔ یعنی خود آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو قابل اعتبار قرار دیتے ہوئے انہیں اپنے دین کی تبلیغ کی ذمہ داری سونپی۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر سب سے عظیم دلیل ہے کہ صحابہ تمام کے تمام عدول اور قابل اعتبار ہیں اور ان میں سے کوئی بھی مجروح یا ضعیف نہیں ہے۔۔۔ اور جسے آپ ﷺ قابل اعتبار قرار دیدیں اس کے لئے اس کے بڑا اشرف اور کیا ہوگا۔ (۲)

اسی لیے اہل علم کی ایک بڑی جماعت نے صحابہ کرام کی عدالت اور دین میں ان کے قابل اعتبار ہونے پر سلفِ امت کا اجماع نقل کیا ہے جن میں: امام خطیب البغدادی (ت ۴۶۳ھ)، امام ابن عبد البر (ت ۴۶۳ھ)، امام

---

(۱) (التوبۃ: ۱۰۰)

(۲) (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان: ۱/ ۹۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الحرمین الجوینی (ت ۴۷۸ھ)، امام غزالی (ت ۵۰۵ھ)، امام ابن الصلاح (ت ۶۴۳ھ)، امام نووی (ت ۶۷۶ھ)، حافظ ابن کثیر (ت ۷۷۴ھ)، حافظ عراقی (ت ۸۰۶ھ)، حافظ ابن حجر (ت ۸۵۲ھ)، اور امام سخاوی (ت ۹۰۲ھ) رحمھم اللہ وغیرہم قابل ذکر ہیں۔ (۱)

دوسرا عقیدہ: تمام صحابہ کرام سے محبت کرنا ایمان کا جزء ہے۔

امام حسن بصری رحمہ اللہ (ت ۱۱۰ھ) سے پوچھا گیا: کیا ابو بکر عمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرنا سنت ہے؟ آپ نے جواب دیا: نہیں، بلکہ فرض ہے۔ (۲)

امام طحاوی رحمہ اللہ (ت ۳۲۱ھ) سلف صالحین اور اہل سنہ کا عقیدہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہم صحابہ کرام سے محبت کرتے ہیں اور کسی کی محبت میں غلو نہیں کرتے اور ان میں سے کسی سے برات کا اظہار بھی نہیں کرتے۔ جو ان سے بغض رکھے اور اچھے انداز میں ان کا ذکر نہ کرے ہم اس سے بغض رکھتے ہیں، اور ہم ان کا ذکر ہمیشہ اچھے انداز میں کرتے ہیں۔ ان سے محبت کرنا دین وایمان اور احسان (یعنی اعلیٰ ترین عبادت) ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ونفاق اور سرکشی ہے۔ (۳)

نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے متعلق دل و زبان پاک رکھا جائے، انہیں لعن وطعن اور برا بھلا نہ کہا جائے، ان کے لیے دعائیں کی جائیں اور لوگوں کے درمیان ان کا ذکر خیر ہی کیا جائے۔

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: جس نے میرے صحابہ کو گالی دی یا برا بھلا کہا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ (۴)

ابن عمر رضی اللہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کو گالی مت دو کیونکہ ان کا ایک لمحہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ گزارنا تمہاری پوری زندگی بھر کے اعمال سے بہتر ہے۔ (۵)

---

(۱) (عقیدۃ اھل السنۃ فی الصحابۃ للشیخ ناصر: ۹۶۶)

(۲) (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ: ۲۳۲۱)

(۳) (الطحاویۃ)

(۴) (صحیح الجامع: ۶۲۸۵)

(۵) (ابن ماجہ: ۱۶۲- حسن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح امام اہل السنہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تمام صحابہ کرام کا ذکر خیر کرنا اور ان کے درمیان جو کچھ رونما ہوا ان سے باز رہنا سلف صالحین کی سنت ہے۔ لہذا جو شخص صحابہ کرام کو گالی دے یا ان میں سے کسی ایک کو بھی برا بھلا کہے وہ بدعتی رافضی ہے۔ ان سے محبت سنت ہے، ان کے حق میں دعا کرنا تقرب الٰہی کا ذریعہ ہے، ان کی اقتدا کامیابی کا وسیلہ ہے اور ان کے طریقے پر چلنا فضل والا عمل ہے۔(۱)

آپ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں: کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ان کی برائیوں کو ذکر کرے یا ان پر طعن کرے۔ جس نے ایسا کیا تو سلطان وقت پر واجب ہے کہ وہ اسے سزا دے۔ اس کے لئے اسے معاف کر دینا جائز نہیں ہے۔ لہذا پہلے اسے سزا دے اس کے بعد اس سے توبہ کروائے۔ اگر وہ توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے دوبارہ سزا دے اور اس وقت تک قید میں رکھے جب تک وہ اپنی بات سے رجوع کر کے توبہ نہ کر لے۔(۲)

نیز آپ نے یہاں تک فرمایا ہے: اگر تم کسی کو صحابہ کی شان میں گستاخی کرتے دیکھو تو اس کی دینداری پر تہمت لگا دو۔(۳)

خود صحابہ کرام اگر کسی کو کسی صحابی کی شان میں گستاخی کرتے پاتے تو سخت غصہ ہوتے اور اپنی بیٹوں تک کا خیال نہ کرتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو کچھ برا کہہ دیا۔ اس پر حضرت عمر اس قدر غصہ ہوئے کہ ان کی زبان کاٹ ڈالنے کا فیصلہ کر لیا۔ جب دیگر صحابہ نے سفارش کرنی چاہی تو فرمایا: مجھے اپنے بیٹے کی زبان کاٹنے دو تاکہ کوئی کبھی کسی صحابی کو برا بھلا کہنے کی جرات نہ کر سکے!(۴)

استاد محترم محدث مدینہ فضیلۃ الشیخ عبد المحسن العباد حفظہ اللہ اپنے رسالے "عقیدۃ اھل السنۃ فی الصحابۃ الکرام" میں فرماتے ہیں کہ اللہ کا فرمان "لیغیظ بھم الکفار" یعنی اللہ تعالی صحابہ کرام کو مضبوط کر کے کافروں کو چڑاتا ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کے حق میں بڑی سخت دھمکی اور شدید وعید ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے متعلق اپنے دلوں میں بغض رکھتے ہیں (کیونکہ صحابہ سے فقط کفار ہی چِڑ رکھتے ہیں)۔

---

(۱)(کتاب السنۃ لاحمد بن حنبل بحوالہ رسالہ عقیدہ اہل السنۃ فی الصحابۃ للعباد: ص ۱۵)

(۲) ایضا

(۳)(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ للالکائی: ۲۳۵۸)

(۴)(شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ للالکائی: ۲۳۷۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ مسلمانوں کو تو صحابہ کرام کے حق میں دعائیں کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مسلمانوں کو صحابہ کرام کے حق میں استغفار کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن وہ انہیں گالیاں دینے لگے![1]

صحابہ کو گالی دینا اور انہیں لعن طعن کرنے کا حکم:

اگر کوئی صحابہ کو ایسی گالی دے جس سے ان کی عدالت پر حرف آئے، جیسے انہیں کافر، مرتد یا فاسق کہے تو ایسا شخص کافر و مرتد ہے۔ البتہ اگر کسی کی گالی ایسی نہ ہو کہ ان کی عدالت پر ضرب پڑے، جیسے کوئی انہیں بزدل یا دنیادار وغیرہ کہے تو ایسا کہنے والا فاسق ہے اور وہ تعزیری سزاوں کا مستحق ہے۔[2]

تیسرا عقیدہ: صحابہ کرام کے آپسی اختلافات پر خاموشی اختیار کی جائے۔

سلف صالحین کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کے مابین جو کچھ اختلاف ہوا اس پر خاموشی اختیار کی جائے اور کسی فریق کے خلاف زبان درازی نہ کی جائے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إذا ذكر أصحابي فأمسكوا ۔ یعنی جب میرے صحابہ کا (برے انداز میں) تذکرہ ہو تو رک جاو اور خاموشی اختیار کرو (ان کے خلاف زبانیں دراز نہ کرو)۔[3]

امام لالکائی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ اللہ تعالی نے ان کے حق میں استغفار کرنے کا حکم دیا ہے جبکہ وہ جانتا تھا کہ ان کے درمیان جنگیں ہوں گی۔[4]

بلکہ امام عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ (ت ۱۸۱ھ)، فرماتے ہیں: وہ تلواریں جو صحابہ کرام کے درمیان اٹھیں وہ ضرور فتنہ تھیں لیکن میں ان میں سے کسی صحابی کو "مفتون" تک نہیں کہہ سکتا![5]

سبحان اللہ! یہ ہے صحابہ کرام کے متعلق سلف صالحین کا صاف وشفاف عقیدہ!

---

(۱) (مسلم:۳۰۲۲)

(۲) (الصارم المسلول:۵۶۷-۵۸۷)

(۳) (صحیح الجامع:۵۴۵)

(۴) (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ للالکائی:۲۳۷۹)

(۵) (السیر:۸/۴۰۵)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ (ت ۱۰۱ھ) سے حضرت علی و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اور صفین کے متعلق پوچھا گیا؛ تو آپ نے فرمایا: 'اللہ تعالیٰ نے اس خون سے میرے ہاتھ کو بچا کر رکھا؛ لہٰذا میں نہیں چاہتا کہ اپنی زبان اس میں ڈبو دوں۔ (۱)

آگے بڑھیے!

امام ابن ابی زید القیروانی المالکی رحمہ اللہ) ت ۳۸۹ھ) فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی اچھے لفظوں کے بغیر یاد نہ کیا جائے۔ اور ان کے باہمی جھگڑوں میں پڑنے سے اجتناب کیا جائے۔ اور یہ لوگ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ ان کے لیے مناسب راہِ [تاویل] تلاش کی جائے، اور ان کے متعلق سب سے اچھا گمان رکھا جائے۔ (۲)

اسی طرح امام ابو عثمان الصابونی رحمہ اللہ (ت ۴۴۹ھ) اپنی کتاب عقیدۃ السلف و اصحاب الحدیث (ص ۲۹۴) میں فرماتے ہیں: اور ان (سلف صالحین) کا عقیدہ ہے کہ جو کچھ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے مابین پیش آیا، اس کے بیان کرنے سے رک جانا چاہیے۔ اور اپنی زبانوں کو ان کے عیوب بیان کرنے سے؛ اور ان کی شان میں گستاخی کرنے سے پاک رکھنا چاہیے۔ نیز ان کا عقیدہ ہے کہ ان تمام پر رحم کی دعا کی جائے، اور ان تمام سے دوستی رکھی جائے۔

اس کے علاوہ یہی عقیدہ امام احمد بن حنبل (ت ۲۴۱ھ)، امام مزنی (ت ۲۶۴ھ)، امام ابو الحسن اشعری (ت ۳۲۴ھ)، امام بربہاری (ت ۳۲۹ھ)، امام ابن بطہ (ت ۳۸۷ھ)، امام ابو عمر الدانی (ت ۴۴۴ھ)، امام ابن قدامہ (ت ۶۲۰ھ) اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ (ت ۷۲۸ھ) وغیرہ تمام سلف کا ہے۔ (۳)

چوتھا عقیدہ: صحابہ کرام کو ان کی فضیلت کے اعتبار سے مقام دینا:

سلف صالحین کا یہ متفقہ عقیدہ رہا ہے کہ تمام صحابہ میں سب سے افضل ابو بکر ہیں پھر حضرت عمر ہیں پھر حضرت عثمان ہیں اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح بخاری میں مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم نبی اکرم ﷺ کے دور میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے، اس

(۱) (ابن سعد فی الطبقات ۵/ ۳۰۷؛ السنۃ للخلال ۱/ ۶۲)

(۲) (مقدمہ ابن ابی زید: ص ۶۱)

(۳) (محض الاصابۃ لابراہیم الرحیلی: ص ۲۸-۳۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بعد حضرت عمر کو اور اس کے بعد حضرت عثمان کو، رضی اللہ عنھم۔[1] ظاہر ہے کہ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہی عقیدہ باقی تمام سلف کا بھی ہے جن میں ائمہ اربعہ، عبداللہ بن مبارک (ت ۱۸۱ھ)، عیسی بن یونس (ت ۸۸ھ)، مخلد بن الحسین (ت ۱۹۱ھ)، امام ابوزرعہ (ت ۲۸۹ھ)، امام ابن ابی زید القیروانی (ت ۳۸۹ھ)، امام طحاوی (ت ۳۲۱ھ)، امام ابن عبد البر (ت ۴۶۳ھ)، امام ابن بطہ (ت ۳۸۷ھ) ، امام ابو الحسن اشعری (ت ۳۲۴ھ)، امام ابو عثمان الصابونی (ت ۴۴۹ھ)، شیخ الاسلام ابن تیمیہ (ت ۷۲۸ھ)، امام ابن قدامہ (ت ۶۲۰)، امام صدیق حسن خان (ت ۱۳۰۷ھ) ودیگر علما امت شامل ہیں۔[2]

علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ درمیان میں بعض سلف کے بیچ یہ اختلاف ضرور ہوا تھا کہ فضیلت کے اعتبار سے عثمان مقدم ہیں یا علی رضی اللہ عنھما؟ لیکن پھر اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ فضیلت وخلافت دونوں میں حضرت عثمان حضرت علی پر مقدم ہیں۔[3]

چنانچہ شیخ رحمہ اللہ اپنی کتاب الوصیۃ الکبری میں سلف صالحین اور اہل السنہ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: اہل السنہ کے تمام علما، عباد، امرا اور لشکر اس بات پر متفق ہیں کہ سب سے پہلے ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر علی ہیں رضی اللہ عنھم اجمعین۔[4]

پھر خلفائے اربعہ کے بعد بقیہ جتنے صحابہ کرام ہیں ان میں مقام اور منزلت کے اعتبار سے سب سے پہلے عشرہ مبشرہ آتے ہیں۔ ان کے بعد بدری صحابہ کرام، پھر جنگ احد میں شریک ہونے والے صحابہ کرام، پھر صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان میں شامل ہونے والے صحابہ کرام۔ اور ان تمام کے بعد بقیہ صحابہ کرام کا درجہ آتا ہے، جیسا کہ اہل سنت کے بہت سارے ائمہ جیسے امام ابو منصور البغدادی (ت ۴۲۹ھ) حافظ ابن کثیر (ت ۷۷۴ھ) اور امام نووی (ت ۶۷۶ھ) وغیرہ نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کی صراحت کر رکھی ہے۔[5]

---

(۱)(ح:۳۶۹۷)

(۲)(عقیدۃ اھل السنۃ فی الصحابۃ للشیخ ناصر: ص ۶۱۵-۶۲۲)

(۳)(العقیدۃ الواسطیۃ:۱۱۷)

(۴)(ص:۳۳)

(۵)(اختصار علوم الحدیث: ص ۱۸۳، شرح صحیح مسلم للنووی: ۱۵/۱۴۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البتہ بعض علماء نے بیعت رضوان میں شامل ہونے والے صحابہ کرام کو جنگ احد میں شامل ہونے والے صحابہ کرام پر مقدم کیا ہے۔

پانچواں عقیدہ: صحابہ کرام معصوم نہیں ہیں لیکن قطعی طور پر سب کے سب جنتی ہیں۔

فرمان باری ہے: وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۔ (۱) یعنی اللہ تعالی نے (علی الاطلاق) تمام صحابہ سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ یہ "بھلائی" کیا ہے؟

علمائے تفسیر، جیسے امام عطا، امام مجاہد، امام قتادہ اور امام مقاتل رحمھم اللہ وغیر ھم نے بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہاں بھلائی سے مراد "جنت" ہے۔ یعنی اللہ تعالی نے تمام صحابہ سے "جنت" کا وعدہ رکھا ہے۔(۲)

امام ابو محمد ابن حزم رحمہ اللہ (ت ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں: تمام صحابہ قطعی طور پر جنتی ہیں کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۭ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (۳)۔ یعنی تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے فی سبیل اللہ دیا ہے اور قتال کیا ہے وہ (دوسروں کے) برابر نہیں بلکہ یہ ان سے بڑے درجے والے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خیراتیں دیں اور جہاد کیے، ہاں بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے۔ نیز ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ (۴)۔ یعنی بیشک جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے ہی بھلائی مقرر ہو چکی ہے۔ وہ سب جہنم سے دور ہی رکھے جائیں گے۔ لہذا ثابت ہوا کہ تمام صحابہ جنتی ہیں اور ان میں ایک بھی جہنم میں داخل نہیں ہوں گے کیونکہ پہلی آیت میں وہی مراد ہیں۔(۵)

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سلف صالحین کے متفقہ عقیدے کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(۱)(الحدید:۱۰)

(۲)(موسوعۃ التفسیر الماثور)

(۳)(الحدید:۱۰)

(۴)(الانبیاء:۱۰۱)

(۵)(الاصابہ:۱/۱۶۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحیح بات یہ ہے کہ آپسی اختلافات میں وہ معذور ہیں کیونکہ یا تو وہ مجتہد مصیب ہیں یا مجتہد مخطئ۔ ساتھ ہی سلف کا یہ بھی عقیدہ نہیں ہے کہ صحابہ کرام کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے معصوم ہیں بلکہ (ان کا عقیدہ یہ ہے کہ) کی من جملہ طور پر ان سے گناہوں کا صدور ممکن ہے۔ البتہ ان کے سبقت والے اعمال اور فضائل اتنے ہیں کہ اگر ان سے گناہوں کا ارتکاب ہو بھی جائے بھی تو یہ ان گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے ایسے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں جو ان کے بعد آنے والوں کے معاف نہیں ہوتے، کیونکہ گناہوں کو مٹا دینے والی ان کی ایسی نیکیاں ہیں جو بعد والوں کی نہیں ہیں۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے کہ ان کا خرچ کیا ہوا ایک مد بعد والوں کے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ نیز اگر ان سے گناہوں کا صدور ہوا بھی ہے تو انہوں نے یا تو توبہ کر لی ہے، یا اس کے بعد ایسی نیکیاں کر ڈالیں جن سے وہ از خود ہی مٹ گئے، یا ایمان میں ان کے سبقت کی وجہ سے معاف ہو گئے، یا نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے معاف ہو جائیں گے اور یا انہیں دنیا میں ایسی آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا جو ان کے گناہوں کا کفارہ بن گئیں۔ (۱)

اجمالی طور پر میں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق سلف صالحین کا اتفاقی عقیدہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی ہم تمام کے دلوں کو صحابہ کرام کی محبت سے بھر دے اور ہمارے دلوں کو صحابہ کرام کے متعلق سلف صالحین کے صحیح عقیدے سے معمور کرے اور باطل افکار و نظریات اور پراگندہ خیالات سے ہم تمام کو محفوظ رکھے۔

(۱) (العقیدۃ الواسطیۃ ۱۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت: فضائل و مناقب

فیضان عالم
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

اہل اسلام کے نزدیک اہل بیت سے محبت، انکی توقیر و تعظیم ایک مسلمہ امر ہے۔ البتہ اہل بیت کا مفہوم، انکے امتیازات وخصائص کیا ہیں، ان کی توقیر و تعظیم کے صحیح مطالب کیا ہیں، اسے قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کرنے کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی گئی ہے، کیونکہ اہل تشیع اس باب میں روز اول سے سرگرم ہیں کہ اہل بیت کے حوالے سے اہل سنت کے موقف کی ہر زاویے سے تغلیط کی جائے۔ بیتے چند عرصوں سے اس باب میں بعض سنی مسلمان بھی سرگرم معلوم ہوئے، جو کہ اب نیم رافضیت کے علمبردار بن چکے ہیں، اس لیے اس موضوع کے اعادے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ ذیل کے سطور میں موضوع کی بابت چند بنیادی باتیں حوالہء قرطاس کی جارہی ہے، تاکہ قارئین مستفید ہوسکیں۔

اہل بیت کا مفہوم: اہل لغت کے نزدیک اہل بیت سے مراد قرابت دار اور رشتہ دار ہوا کرتے ہیں، یا وہ افراد جن کا رہنا سہنا ایک ساتھ ہو، شریعت میں اہل بیت کی اصطلاح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت اور قرابت داروں کے لئے مستعمل ہے۔ لیکن اس لفظ کا اطلاق آپ کے خاندان کے کن افراد پر ہوتا ہے، اس سلسلے میں اہل علم کی آرا مختلف ہیں، جو بالاختصار حسب ذیل ہیں:

۱) وہ لوگ جن پر صدقہ حرام ہے۔

۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج واولاد۔

۳) تاقیامت آنے والے امت مسلمہ کے تمام افراد۔

۴) امت محمدیہ کے متقی وپرہیزگار لوگ۔ (۱)

ان اقوال میں جمہور علما کی اختیار کردہ رائے کے مطابق پہلا قول راجح ہے یعنی جن پر صدقہ حرام ہے، البتہ ان کی تحدید میں اختلاف ہے کہ آیا صدقہ کی حرمت کن کے لئے مخصوص ہے۔ اس سلسلے میں قریب ترین دو قول ہے۔

---

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: منہاج السنۃ لابن تیمیہ (۷/۷۵)، جلاء الأفهام لابن القیم (۳۲۳-۳۲۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱)اس سے مراد بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب ہیں۔

۲)صرف بنو ہاشم کے لئے مخصوص ہے۔

مندرجہ ذیل کی دلائل کی روشنی میں اہل علم نے یہ رائے اختیار فرمائی ہے۔

۱-عائشہ رضہ اللہ عنہا سے روایت ہے کہ" أنَّ فاطِمةَ رَضِيَ اللهُ عنها أرسلت إلى أبي بكرٍ تسألُه ميراثَها من النَّبِيِّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم فيما أفاء اللهُ على رسولِه صلَّى اللهُ عليه وسلَّم.. فقال أبو بكرٍ رَضِيَ اللهُ عنه: إنَّ رَسولَ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم قال)) :لا نُورَثُ، ما ترَكْنا فهو صَدَقةٌ، إنما يأكُلُ آلُ محمَّدٍ مِن هذا المالِ يعني مالَ اللهِ، ليس لهم أن يَزيدوا على المأكَلِ"(فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے یہاں اپنا آدمی بھیج کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والی میراث کا مطالبہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فی کی صورت میں دی تھی۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما گئے ہیں کہ ہماری میراث نہیں ہوتی۔ ہم (انبیاء) جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور یہ کہ آل محمد کے اخراجات اسی مال میں سے پورے کئے جائیں مگر انہیں یہ حق نہیں ہو گا کہ کھانے کے علاوہ اور کچھ تصرف کریں۔) (۱)

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں وارد حرف (من) تبعیض کے لیے ہے۔ تقدیری عبارت یہ ہے کہ آل محمد بقدر حاجت اس مال کو استعمال کر سکتے ہیں، بقیہ تمام مال مصالحہ عامہ کے لیے مخصوص ہے۔ (۲)

۲) كان رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم يُؤتى بالتَّمرِ عِندَ صِرامِ النَّخلِ، فيجيءُ هذا بتَمْرِه، وهذا من تَمْرِه، حتى يصيرَ عِندَه كومًا من تمرٍ، فجَعَل الحَسَنُ والحُسَينُ رَضِيَ اللهُ عنهما يلعبانِ بذلك التَّمرِ، فأخذ أحدُهما تمرةً فجعَلَها في فيه، فنظر إليه رَسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم فأخرجها مِن فيه، فقال: أمَا عَلِمْتَ أنَّ آلَ محمَّدٍ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم لا يأكُلونَ الصَّدَقة کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس توڑنے کے وقت زکوٰۃ کی کھجور لائی جاتی، ہر شخص اپنی زکوٰۃ لاتا اور نوبت یہاں تک پہنچتی کہ کھجور کا ایک ڈھیر لگ جاتا۔ (ایک مرتبہ) حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ایسی ہی کھجوروں سے کھیل رہے تھے کہ ایک نے ایک کھجور اٹھا

---

(۱) صحیح بخاری: (۴۲۱۲، ۳۷۱۱، ۳۷۱۲)۔

(۲) فتح الباری: ۱۲/۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی دیکھا تو ان کے منہ سے وہ کھجور نکال لی۔ اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد زکوۃ کا مال نہیں کھا سکتی۔ (۱)

یہ حدیث اس باب میں صریح ہے کہ آل محمد کے لئے صدقہ حرام ہے۔ چنانچہ واضح یہ ہوا کہ اہل بیت سے مراد آل محمد ہیں، جن میں آپ کی آئندہ ذریت بھی شامل ہے۔ نیز اس مقام پر یہ توضیح ضروری ہے کہ اہل بیت کے اطلاقات میں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔ کیونکہ بعض سنی دشمن گروہ نے اہل بیت کے مفہوم سے ازواج مطہرات کو خارج کرنے کوشش کی ہے۔ تاکہ ان پر لعن طعن کرنے میں ملامت کا کوئی شائبہ نہ رہے۔ جبکہ قرآن وسنت میں بیشتر ایسے دلائل موجود ہیں، جس سے اہل بیت / آل محمد کے مفہوم میں ازواج مطہرات کا شامل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ذیل کے سطور میں بعض دلائل ائمہ کی تصریحات کی ساتھ نقل کی جارہی ہیں، تاکہ مسئلہ کی مکمل وضاحت ہوسکے۔

اللہ کا فرمان ہے: يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا * وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا * وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا (۲)

اے نبی کی بیویو! تم عورتوں میں سے کسی ایک جیسی نہیں ہو، اگر تقویٰ اختیار کرو تو بات کرنے میں نرمی نہ کرو کہ جس کے دل میں بیماری ہے طمع کر بیٹھے اور وہ بات کہو جو اچھی ہو۔ اور اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور پہلی جاہلیت کے زینت ظاہر کرنے کی طرح زینت ظاہر نہ کرو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی دور کر دے اے گھر والو! اور تمھیں پاک کر دے، خوب پاک کرنا۔ اور تمھارے گھروں میں اللہ کی جن آیات اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انھیں یاد کرو۔ بے شک اللہ ہمیشہ سے نہایت باریک بین، پوری خبر رکھنے والا ہے۔

---

(۱) رواہ البخاري (۱۴۸۵)۔

(۲) الاحزاب:۳۲-۳۴۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں خالصتاً نازل ہوئی ہے۔ نیز یہ فرماتے کہ "جو چاہے مجھ سے مباہلہ کرلے، کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔"(۱)

ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اہل بیت میں داخل ہیں۔ اس لیے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں اتری ہے۔ اور آیت کا شان نزول آیت کے حکم میں داخل ہوتا ہے۔(۲)

بعض گروہ نے آیت میں وارد صیغہ مذکر کے حوالے سے یہ اعتراض قائم کیا ہے کہ یہ خطاب ازواج مطہرات کے بجائے اصحاب کساء کے لئے ہے۔ اہل علم نے اس کی تردید یوں فرمائی ہے:

اولا: آیت کے مفہوم میں دونوں گروہ شامل ہیں۔ قرآن کے سیاق سے ازواج مطہرات کی تعیین ہوتی ہے، اور حدیث سے اَصحاب کسا کی شمولیت کا علم ہوتا ہے، لہذا مذکر کا استعمال تغلیبا کیا گیا ہے، جیسا کہ عربی زبان کا معروف قاعدہ ہے۔

ثانیا: مذکورہ طرز تخاطب قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر بھی وارد ہے، جیسا کہ موسی علیہ السلام کے قصے میں آتا ہے: (فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا(۳)، وقوله :سَآتِيكُمْ (٤)، وقوله :لَعَلِّي آتِيكُمْ (٥)) متذکرہ تمام آیات میں خطاب موسی علیہ السلام کی زوجہ سے ہے، اس کے باوجود خطاب کا صیغہ مذکر ہے۔

اسی طرح حدیث نبوی میں بھی اس کی صراحت ملتی ہے کہ لفظِ آل، ازواج مطہرات کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔

---

(۱) ((تفسیر ابن کثیر))(6/410)

(۲) ((تفسیر ابن کثیر))(6/ 410، ۴۱۱، ۴۱۶۔

(۳) طہ:۱۰۔

(۴) نمل:۷۔

(۵) قصص:۲۹۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

اس سلسلے کی چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

۱)عائشہ رضہ اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا(من يَعذِرُني من رجُلٍ قد بلغَني أذاه في أهلِ بَيتي؟ فواللهِ ما عَلِمْتُ على أهلي إلَّا خَيرًا، ولقد ذَكَروا رجلًا... ما كان يدخُلُ على أهلي إلَّا معي "اے مسلمانوں کی جماعت!(تم میں سے)کون شخص مجھے اس آدمی کے خلاف(کاروائی کے)حوالے سے معذور سمجھتا ہے جس نے میرے گھر والے کو اذیت پہنچائی ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا اور جس آدمی کا انہوں نے ذکر کیا ہے اس کے متعلق بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ وہ جب بھی میرے گھر آیا ہے ہمیشہ میرے ہی ساتھ آیا ہے۔ (۱)

۲) عائشہ سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ (ما شَبِعَ آلُ محمَّدٍ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم منذ قَدِمَ المدينةَ من طعامِ بُرٍّ ثلاثَ ليالٍ تِباعًا، حتى قُبِضَ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے کبھی دو دن متواتر جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی۔ (۲)

۳)عائشہ سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ(إنَّا -آلَ محمَّدٍ- لا تحِلُّ لنا الصَّدَقةُ) ہم آل محمد ہیں اور ہمارے لیے صدقہ حرام ہے۔ (۳)

مذکورہ بالا تمام احادیث بصراحت اس مفہوم پر دلالت کرتی ہے کہ لفظ آل / اہل کے اطلاق میں ازواج مطہرات شامل ہیں۔ نیز دیگر اہل بیت کی طرح ازواج مطہرات کے لئے بھی صدقہ کھانا حرام ہے۔

فضائل ومناقب: کتاب وسنت میں اہل بیت کے مقام ومرتبہ کے حوالے سے کئی فضائل ومناقب مذکور ہیں، اور یہ فضائل کئی ناحیوں سے مروی ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سلسلے میں جو عمومی فضائل و مناقب وارد ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ان میں برابر کے شریک ہیں، اسی طرح متعدد اہل بیت کی بابت انفرادی اور خصوصی فضائل منقول ہیں لیکن ان کے بجائے اہل بیت کے تئیں کتاب وسنت کے چند عمومی فضائل کے ذکر پر اکتفا کیا جارہا ہے، جو کہ حسب ذیل ہے:

---

(۱) البخاري(۴۷۵۰

(۲) رواه البخاري (6454)،

(۳) صحيح مسلم(1069)

۱۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "خَرَجَ النَّبِيُّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ)٥ (مِنْ شَعَرٍ أَسْوَدَ، فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فَأَدْخَلَه ، ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَأَدْخَلَهُ مَعَهُ)٧ (، ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا، ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَأَدْخَلَهُ، ثُمَّ قَالَ} :إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا{" ایک دن صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور آپ کے جسم پر سیاہ دھاری دار چادر تھی چنانچہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آئے، آپ نے انہیں چادر میں شامل کر لیا، اسی طرح حسین، فاطمہ اور علی رضی اللہ عنہم آئے سبھوں کو چادر سے ڈھانپنے کے بعد فرمایا (اے اہل بیت! اللہ تعالیٰ تم سے گندگی کو دور کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ تم کو پورے طور پر پاک وصاف کر دے۔)(۱)

ایک طویل حدیث میں ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" قام رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم يومًا خطيبًا فينا بماءٍ يُدعَى خمًّا بين مكَّةَ والمدينةِ، فحَمِدَ اللهَ وأثنى عليه وذكَّر ووعَظ، ثُمَّ قال)) :أمَّا بعْدُ، ألا أيُّها النَّاسُ إنَّما أنا بَشَرٌ يُوشِكُ أن يأتيَني رسولُ رَبِّي عزَّ وجلَّ، وإني تارِكٌ فيكم ثَقَلَينِ: أوَّلُهما كتابُ اللهِ عزَّ وجَلَّ فيه الهُدى والنُّورُ، فخُذوا بكتابِ اللهِ واستَمسِكوا به((، فحَثَّ على كتابِ اللهِ ورغَّب فيه، وقال)) :وأهلُ بيتي: أذكِّرُكم اللهَ في أهلِ بيتي، أذكِّرُكم اللهَ في أهلِ بيتي .((فقال له حُصَينُ بنُ سَبرةَ: ومَن أهلُ بَيتِه يا زيدُ؟ أليس نساؤُه من أهلِ بَيتِه؟ قال: إنَّ نِساءَه من أهلِ بَيتِه، ولكِنَّ أهلَ بَيتِه مَن حُرِمَ الصَّدَقةَ بعده. قال: ومن هم؟ قال: هم آلُ عليٍّ، وآلُ عَقيلٍ، وآلُ جعفرٍ، وآلُ عبَّاسٍ. قال: أكُلُّ هؤلاء حُرِمَ الصَّدَقةَ؟ قال: نعم"(کہ مکہ و مدینہ کے درمیان غدیر خم کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور اس میں اہل بیت سے متعلق تین دفعہ فرمایا: 'أذکرکم اللہ في أھل بیتي' یعنی میں اپنے اہل بیت کے سلسلہ میں تمہیں اللہ کی یاد دلاتا ہوں۔ اس کے بعد راوی حدیث حصین نے زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اہل بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی ازواج اہل بیت سے نہیں ہیں؟ کہا: جی ہاں، وہ اہل بیت سے ہیں البتہ حقیقی معنوں میں اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی صدقہ حرام ہے اور وہ آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس ہیں۔ راوی نے پوچھا کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ کہا جی ہاں۔)(۲)

۳۔ واثلہ بن اسقفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:.."إن الله اصطفى كنانة من ولد إسماعيل واصطفى قريشا من كنانة، و اصطفى من قريش بنى هاشم و اصطفانى

---

(۱) صحیح مسلم (۲۴۲۴)

(۲) رواہ مسلم.(2408)

من بنی هاشم" اللہ نے کنانہ کو بنو اسماعیل میں سے منتخب کیا اور قریش کو کنانہ سے منتخب کیا اور بنو ہاشم کو قریش سے اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب فرمایا ہے۔"(۱)

۴۔ فرمان باری تعالی ہے:"النَّبِيُّ أولى بالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ"(نبی مومنوں پر ان کے نفسوں سے زیادہ حقدار ہیں اور نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔)(۲)

اور دوسری جگہ فرمایا:"يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ."(اے نبی کی بیویو اتم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔)(۳)

۵۔ عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"كل سبب و نسب منقطع يوم القيامة الاسببي ونسبي"(بروز قیامت میرے نسب اور رشتہ داری کے علاوہ تمام رشتے اور نسب منقطع ہو جائیں گے)(۴)

۶- فرمان نبوی ہے:"إن هذه الصدقة إنما هى أوساخ الناس وإنها لا تحل لمحمدولا لآل محمد"(یہ صدقات تو لوگوں کے میل کچیل ہوتے ہیں یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد کے لئے حلال نہیں ہیں۔)(۵)

۷. ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"والذي نفسي بيده لا يبغضنا أهل البيت رجل إلا أدخله الله النار"(قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو شخص ہم اہل بیت سے بغض رکھتا ہے تو اللہ تعالی اسے جہنم میں داخل کرے گا)(۶)

---

(۱) (صحیح مسلم(۲۲۷۲)
(۲) الاحزاب:۶۔
(۳) الاحزاب:۳۲۔
(۴) المعجم الکبیر ۱۲۵/۳ والصحیحۃ ۲۰۳۰)
(۵) (صحیح مسلم:۱۰۷۲)
(۶) " صحیح ابن حبان رقم:۶۹۷۸ والسلسلۃ الصحیحۃ رقم:۲۳۸۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت کے فضائل ومناقب کا سلسلہ کافی طویل ہے، البتہ ان مرویات کے پیش نظر اہل سنت والجماعت نے جو اعتقاد قائم کیا ہے، اسے پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ ان کے حوالے سے ہر طرح کے افراط و تفریط سے خود کو محفوظ رکھا جاسکے۔

اجمالی طور پر اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اہل بیت کے دائرے کو تنگ نہیں کرتے، انکے نزدیک تمام ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل ہیں، وہ ان تمام کی توقیر و تعظیم کرتے ہیں، ان کے حقوق کی پاسداری کرتے ہیں، ان کے تئیں افراط و تفریط کو جو مظاہر ہیں، ان تمام سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ انہیں معصوم متصور نہیں کرتے۔ نیز آل بیت کے تمام افراد بالخصوص ازواج مطہرات پر درود وسلام کا اہتمام کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ

محمد آصف سلفی
فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

اللہ تبارک و تعالی نے اس دین اسلام کو سابقہ تمام ادیان پر فضیلت عطا فرمائی، اس دین کو ہم تک پہنچانے والے نبی کو تمام انبیاء کا سردار بنایا اور اس دین کو آگے پہنچانے کے لئے ایسے افضل ترین لوگوں کا انتخاب کیا جو تمام انبیاء کے اصحاب سے افضل تھے۔ جن کا انتخاب خود اللہ تبارک و تعالی نے کیا اور جن کی تعلیم و تربیت اللہ کے نبی ﷺ نے خود فرمائی، جن کا تزکیہ و توصیہ اللہ نے اپنی کتاب اور پیارے نبی ﷺ نے اپنی احادیث میں بیان فرمادی، جو وحی الہی کے سب سے پہلے مخاطب تھے، جنھوں نے اللہ کے نبی ﷺ کی ایک ایک سنت کو یاد کیا اور اسے امت تک پہنچایا، جنھوں نے دین اسلام کی خاطر اپنا سب کچھ یہاں تک کہ اپنی جانوں تک کو قربان کر دیا، جنھوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے اسلام کی تعلیمات سیکھیں، اس کے اصول و فروع کو سمجھا اور اسے آگے پھیلانے کی ہر ممکن کوشش کی یہاں تک کہ اللہ کے اس دین کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا۔

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں ''مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ، أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوا خَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ، أَبَرَّهَا قُلُوبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ صلّى الله عليه وسلم وَنَقْلِ دِينِهِ، فَتَشَبَّهُوا بِأَخْلَاقِهِمْ وَطَرَائِقِهِمْ فَهُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ''۔(1)

اگر کوئی شخص اقتدا کرنا چاہتا ہو تو اصحاب محمد ﷺ کی اقتدا کرے جو کہ فوت ہو چکے ہیں۔ وہ امت کے سب سے بہتر لوگ تھے، وہ سب سے زیادہ پاکیزہ دل والے، سب سے زیادہ گہرے علم والے اور سب سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ اللہ تعالی نے انہیں اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کو اگلی نسلوں تک پہنچانے کے لئے منتخب کر لیا تھا۔ لہذا تم انہی کے اخلاق اور طور طریقوں کو اپناؤ کیونکہ وہ جناب محمد ﷺ کے ساتھی تھے اور صراط مستقیم پر چلنے والے تھے۔

---

(1) (حلیۃ الأولیاء)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابی کسے کہتے ہیں؟

صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ ذکر کرنے سے پہلے یہ جان لینا چاہئے کہ صحابی کسے کہتے ہیں؟

حافظ ابن حجرؒ نے صحابی کی تعریف یوں کی ہے:''الصحابی من لقی النبی ﷺ مؤمنا به و مات علی الإسلام'' (۱) یعنی صحابی اسے کہتے ہیں جس نے حالت اسلام میں نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام پر ہی فوت ہوا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:''وَدِدْتُ أَنِّي لَقِيتُ إِخْوَانِي" قَالَ: فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ, صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ إِخْوَانُكَ؟ قَالَ: "بل أَنْتُمْ أَصْحَابِي وَلَكِنَّ إِخْوَانِي الَّذِينَ آمَنُوا بِي وَلَمْ يَرَوْنِي ''۔(۲)

میری خواہش ہے کہ میں اپنے اخوان سے ملاقات کرتا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا: کیا ہم آپ کے اخوان نہیں ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: تم میرے اصحاب ہو، میرے اخوان وہ ہیں جنہوں نے مجھ پر ایمان لایا اور مجھے نہیں دیکھا۔

قرآن وحدیث میں بیان کردہ فضائل صحابہ:

ارشاد باری تعالی ہے:''وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ''۔(۳)

اور مہاجرین وانصار میں سے وہ اولیں لوگ جو کہ (ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں) دوسروں پر سبقت لے گئے اور دوسرے لوگ جنہوں نے اس سابقین کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، اللہ ان سب سے راضی ہو گیا اور وہ سب اللہ سے راضی ہو گئے اور اللہ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہیں جن کے نیچیں نہریں جاری ہونگی، ان میں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے۔(اور) یہی عظیم کامیابی ہے۔

---

(۱)(الإصابة في معرفة الصحابة)

(۲)(مسند احمد ۱۲۶۰۱، سلسلة الأحاديث الصحيحة:۲۸۸۸)۔

(۳)(سورہ توبہ:۱۰۰)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے تین طرح کے لوگوں کا ذکر فرمایا: مہاجرین، انصار اور وہ لوگ جنہوں نے ان سابقین اولین کی اخلاص ومحبت سے پیروی کی۔ گویا یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت ہے کہ تمام صحابہ کرام سے اللہ نے اپنی رضامندی کا اعلان کرتے ہوئے تمام کو اس دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالی ارشاد ہے: ''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا''۔ [۱]

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں، تو انہیں دیکھے گا رکوع اور سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں ہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی مثال تورات میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں ہے مثل اس کھیتی کے جس نے انکھوا نکالا پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہو گیا اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالی نے صحابہ کرام کے کئی اوصاف بیان فرمائے ہیں جیسے کافروں پر سخت اور آپس میں رحمدل ہونا، ہر لمحہ اللہ کے فضل کا متلاشی رہنا، رکوع وسجود کی حالت میں رہنا، ایسے شرف وفضل کے حامل لوگ جن کا ذکر پہلے کے آسمانی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

اور اللہ کا ارشاد ہے: ''كُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى''[۲] اللہ تعالی نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا۔ یعنی تمام صحابہ کرام سے اللہ تعالی نے بہترین بدلہ اور بہترین جزاء کا وعدہ کیا ہے اور وہ جنت کی شکل میں انہیں دیا جائے گا۔

---

(۱)(سورۃ الفتح:۲۹)۔

(۲)(سورہ نساء:۹۵)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برادران اسلام: صحابہ کرام کی فضیلت میں ہم نے صرف تین آیات بیان کی ہیں حالانکہ قرآن مجید کے اولین مخاطب وہی تھے جن کے حسین و جمیل تذکرے قرآن میں بھرے پڑے ہیں لیکن اسی پر اکتفا کرتے ہیں اور نبی کائنات ﷺ کی زبانی آپ کے شاگردان گرامی کا ذکر خیر سنتے ہیں۔

حضرت ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”النُّجُومُ أَمَنَةٌ لِلسَّمَاءِ ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُومُ أَتَى السَّمَاءَ مَا تُوعَدُ ، وَأَنَا أَمَنَةٌ لأَصْحَابِي ، فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتَى أَصْحَابِي مَا يُوعَدُونَ ، وَأَصْحَابِي أَمَنَةٌ لِأُمَّتِي ، فَإِذَا ذَهَبَ أَصْحَابِي أَتَى أُمَّتِي مَا يُوعَدُونَ“۔[۱]

ستارے آسمان کے لئے امان ہیں لہذا جب ستارے جھڑ جائیں گے تو آسمان بھی نہیں رہے گا جیسا کہ اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میں اپنے صحابہ کے لئے امان ہوں، لہذا جب میں فوت ہو جاؤں گا تو میرے صحابہ پر وہ وقت آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم میری امت کے لئے امان ہیں لہذا جب میرے صحابہ ختم ہو جائیں گے تو میری امت پر وہ چیز نازل ہو جائے گی جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔“

امام نوویؒ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں جب تک ستارے باقی ہیں آسمان بھی باقی ہے۔ اور جب قیامت کے دن ستارے بے نور ہو کر گر جائیں گے آسمان بھی پھٹ جائے گا۔ اور نبی ﷺ کی بقا آپ کے صحابہ کرام کے لئے امان تھے، جو نہی آپ ﷺ نے انتقال فرمایا تو صحابہ کرامؓ پر آزمائشیں ٹوٹ پڑیں۔ اور صحابہ کرام کی بقاء امت کے لئے امان تھی، جو نہی صحابہ کرام اس دنیا سے چل بسے تو اس امت میں فتنے کھڑے ہو گئے، بدعات ظاہر ہو گئی اور امت انتشار کا شکار ہو گئی۔[۲]

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ، ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلاَ نَصِيفَهُ“۔[۳] میرے ساتھیوں کو گالیاں مت دینا، اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے ایک مد کے برابر ہو سکتا ہے اور نہ آدھے مد کے برابر“۔

---

(۱)(صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابہ)۔

(۲)(شرح مسلم للنووی)۔

(۳)(صحیح بخاری: ۳۶۷۳)۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اس سے مراد یہ ہے کہ کسی ایک صحابی نے اپنی تنگ دستی کے باوجود جو تھوڑا بہت اللہ کی راہ میں خرچ کیا وہ اللہ کے ہاں زیادہ پاکیزہ ہے اور زیادہ اجر وثواب کے لائق ہے بہ نسبت اس زر کثیر کے جو ان کے بعد آنے والے کسی شخص نے خرچ کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "من سب أصحابي فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين"۔ (۱) جس شخص نے میرے صحابہ کو گالیاں دیں اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

صحابہ اور اس کے بعد آنے والوں کے مقام میں فرق:

صحابہ کرام کا بذات خود اللہ کے نبی ﷺ سے ملاقات کرنا، ان کی زبان مبارک سے دین سننا۔

کوئی بھی انسان اگر دین اسلام پر اس طرح سے عمل کرنا چاہتا ہے جیسے اللہ کے نبی ﷺ نے حکم دیا تو صحابہ کرام کے منہج کو اپنائے جنھوں نے بذات خود اللہ کے نبی سے دین اسلام کو سیکھا اور اس سلسلے میں ہونے والے اپنے اشکالات اور سوالات کو حل کروایا۔ ارشاد ربانی ہے: "فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا" (۲) اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: "لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً - يَعْنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً. وَفِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ: (خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ)"۔ (۳)

یعنی تم محمد کے اصحاب ﷺ کو گالیاں نہ دینا ان میں سے ایک صحابی کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک گھڑی کے لئے کھڑا ہونا تم میں سے ایک شخص کے چالیس سال کے عمل سے بہتر ہے۔

اللہ تبارک وتعالی تمام صحابہ سے راضی ہو اور ہمیں صحابہ کے منہج پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

---

(۱) (الطبرانی فی الکبیر وصححہ الالبانی)۔

(۲) (البقرۃ: ۱۳۷)۔

(۳) (سنن ابن ماجہ: باب فی فضائل أصحاب النبی ﷺ، وصححہ الالبانی)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

A PEN WHICH HAS BEEN RAISED TO ASSIST, DEFEND THE PEOPLE OF TRUTH AND REFUTE FALSEHOOD AND ITS PROPONENTS IS THE BEST KIND.

(Imam Ibn Qayyim Rahimahullah: Al-Tibyan Fi Aemanil Qur'aan, Pg: 310)

Issue 5

Monthly

Manhaj E-Salaf MAGAZINE

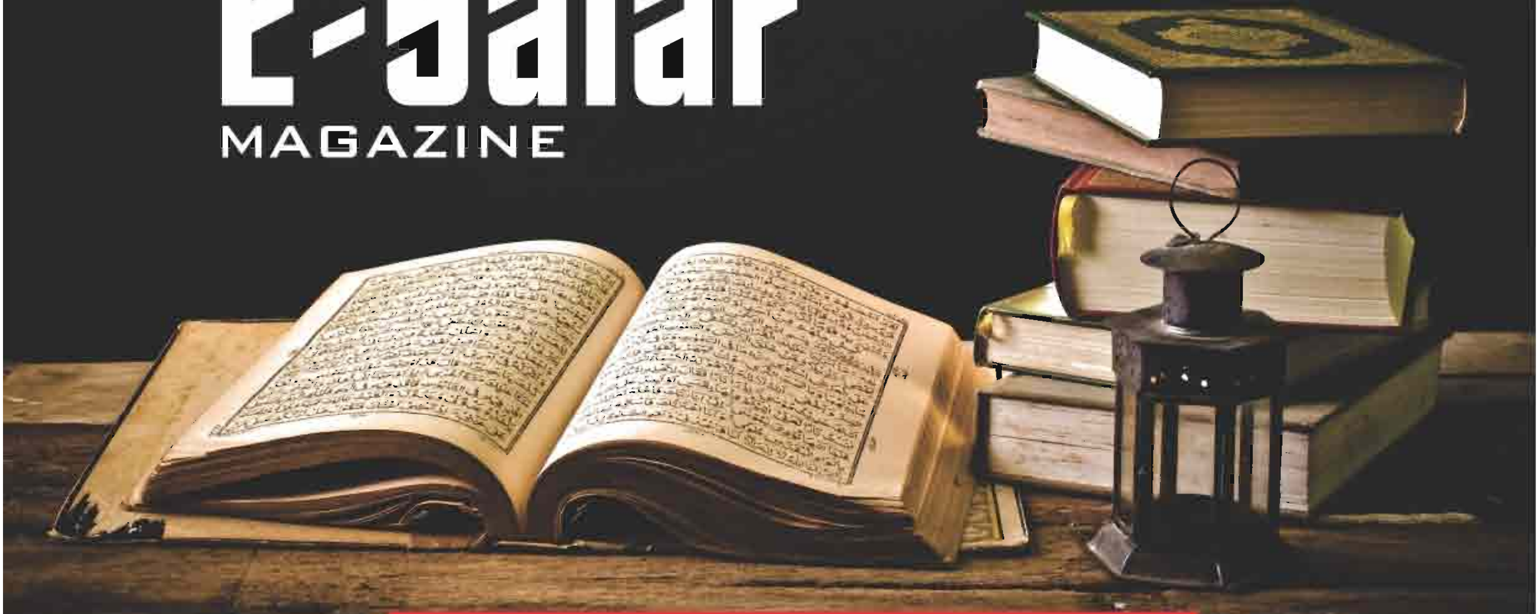

Edition-1 | Issue-5 | Rabi Ul Awwal 1445 | September-October 2023

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي مَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي. (سنن الترمذي: 2641)

NARRATED 'ABDULLAH BIN 'AMR: THAT THE MESSENGER OF ALLAH (ﷺ) SAID: "WHAT BEFELL THE CHILDREN OF ISRA'IL WILL BEFALL MY UMMAH, STEP BY STEP, SUCH THAT IF THERE WAS ONE WHO HAD INTERCOURSE WITH HIS MOTHER IN THE OPEN, THEN THERE WOULD BE SOMEONE FROM MY UMMAH WHO WOULD DO THAT. INDEED THE CHILDREN OF ISRA'IL SPLIT INTO SEVENTY-TWO SECTS, AND MY UMMAH WILL SPLIT INTO SEVENTY-THREE SECTS. ALL OF THEM ARE IN THE FIRE EXCEPT ONE SECT." HE SAID: "AND WHICH IS IT O MESSENGER OF ALLAH?" HE SAID: "WHAT I AM UPON AND MY COMPANIONS."

www.salafimanhaj.info

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "